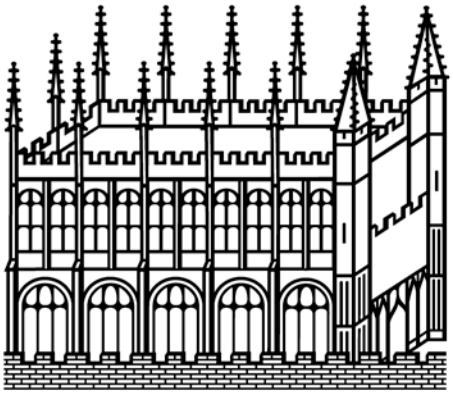

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



16 B. 73.

حج مدینہ کے بیان مین —
اظہار الحقیقت بعض مسائل فقہ کا حل —
تحفۃ المومنین — فقہ مین تصنیف مولوی
قربان علی صاحب —
عقد الجواہر — مسمی بہ موئد الشعرا جسمین
شاعر کا بیان ہی بمنشاء شرع محمدی —
اعجاز غوثیہ — حکایات الاصفیا مصنف
مولانا ابو العلا قاسم مطبوعہ مطبع گلشن محمدی
مجموعۂ جوشن صغیر و کبیر مع ترجمہ اس مجموعہ
مین جوشن صغیر و کبیر و درود طوسی و دعای
کمیل وغیرہ ہین —
فضائل القرآن — تصنیف حافظ مولوی
عبد الغفار صاحب —
خمسۂ محمدیہ — تصنیف مولانا نجم الدین
صاحب متخلص بہ انجم —
زاد العقبی شرح اسماء الحسنی —
جنگ نامہ کربلا — معرکہ شہادت کربلا —
ضمان الفردوس — تصنیف مفتی
عنایت احمد صاحب مطبوعہ ثمر ہند —
طریقۂ حسنہ تصنیف حکیم رحمن علی خان صاحب
مدار المہام ریوان —
مجموعۂ نسیم جنت — قصیدہ نعتیہ
خیابان فردوس متضمن فضائل درود —
ناصر الابرار فی مناقب اہل بیت الاطہار
مطبوعہ گلشن محمدی —
نزہۃ الناظرین الماہرین تالیف مولوی
حبیب اللہ صاحب —
ہفت سورۂ مترجم مطبوعہ اسدی —
وصیت نامہ — رسالہ دانشمندی تصنیف
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی —
مجموعۂ معجزۂ آل نبی شہادت نامہ و معجزہ
سر مبارک امام حسین و معجزات حضرات حسین ع

مجموعۂ معجزات — معجزہ شق القمر و معجزہ
خواب وغیرہ ہفت معجزہ مطبع ریاض احمدی
مجموعہ کلیات مرثیہ ہاے مرزا دبیر یہ ایک
مجموع کل مراثی طبعزاد ذکر آل عبا مرثیہ
گوئی مین یکتا جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم
ہے اسکی دو جلد جلد اول —
ایضاً — جلد دوم —
رسالہ وجیز تفویض تصنیف ملا محمد باقر
مذہب امامیہ —
طرد المعاندین بر جواز لعن بر مخالفین تصنیف
مولوی سید حسین صاحب مذہب امامیہ —
قصۂ ماہ رمضان —
حکایات الصالحین فی حالات الصادقین
اردو زبان مین بقید ابواب ہر قسم کے مثلاً باب
نوحہ و گریہ و زاری کے اور اس بنا پر حکایات صلحاء
موقع بموقع مذکور ہین —
اسرار محبت تصنیف منشی محمد ظہیر الدین مرحوم
مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت —
نور الہدایہ — ترجمہ اردو شرح وقایہ فقہ
مین مولوی وحید الزمان صاحب —
پنج سورۂ مترجم وظائف و تلاوت کے لایق
رانڈون کی شادی — مصنفۂ مولوی
عبد الرحیم صاحب دہلوی —
مجموعہ سمجھ بوجھ فضائل درود تاج وغیرہ —
رسالۂ مذاق العارفین خرد نظم اردو
و حکایات و نصائح —
سخاوت نامہ — مع قصۂ سوداگر بچہ —
ظفر جلیل — شرح حصن حصین تصنیف
مولوی نواب قطب الدین خان بہادر —
اوراد فتحیہ مؤلفۂ امیر کبیر ہمدانی
کا اردو مین ترجمہ ہے —
تقریر الشہادتین حالات شہداے کربلا —

INDIAN INSTITUTE

مجموعۂ توشۂ عقبےٰ در وظائف اسماء الٰہی و اسماء رسالت پناہی۔

کشف الحاجات یعنے مالابد منہ اردو مسائل فقہ حنفی مین۔

تذکرۃ الجمعہ تصنیف مولوی قطب الدین خان بہادر دہلوی در فضیلت جمعہ۔

فلاح دارین آداب معاشرت شرعی کے بیان مین

ترغیب الفرقان۔ در فضائل قرآن۔

موضح الحق۔ مسائل جزئیہ ضروری مفید عام طالبان دین کے۔

تحفۃ الزوجین۔ میان بی بی کے حقوق اور ادنکے فرائض معاشرت۔

احکام العیدین۔ تالیف مولوے قطب الدین خان مرحوم بیان عید مین۔

تحفۃ الاخبار۔ ترجمہ مشارق الانوار ترجمہ احادیث۔

ہزار مسئلہ۔

تحفۃ العوام۔ یہ مشہور کتاب مسائل مذہب امامیہ مین ہے۔

مظاہر حق۔ ترجمہ مشکوٰۃ شریف علم حدیث مین چار جلد۔

نور نامہ نور محمدی کا بیان۔

قیامت نامہ بہشت نامہ در حالات قیامت صبح کا ستارہ حالات بہشت دوزخ و قیامت خدا کی رحمت حال پیدائش حضرت علیہ السلام شرع محمدی۔ عقائد اہل تسنن و نماز و روزہ مولفہ محمد خان قندہاری۔

اسرار نبوت۔ یہ کتاب فضائل نبوت پیغمبر مین بطور مولد شریف۔

تحریم النسا مصنفہ مولوی قطب الدین مرحوم

شرح چہل حدیث تصنیف میر علی صاحب بن حافظ محمد علی صاحب۔

حلیۃ العرائس۔ فقہ اثنا عشری کی مسائل فقیہیہ مراسم عبودات کے عمدہ انتخاب ہوا ہی تصنیف شیخ مراد علی لکھنوی۔

رسالۂ کلید باب الحج۔ تصنیف حاجی النور علی احکام حج مین۔

سراج السالکین ترجمہ منہاج العابدین تصنیف امام غزالی۔

فضائل الشہود والصیام۔ روزہ و نماز کی فضیلت مین۔

تنبیہ الغافلین شریعت اسلام و مسائل دین مین

فضائل درود و سلام تصنیف مولوی عبد العلی انفاس الاکابر و انوار الضمائر سلوک علم دین تصنیف مولوی نعیم اللہ صاحب۔

گلدستۂ کرامات مصنفۂ مفتی غلام سرور لاہوری در ذکر کرامات حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

گلزار جنت۔ تصنیف مولانا قطب الدین خان دہلوی رحمۃ اللہ۔

رسالۂ شطرنج۔ مسمے بہ عجالہ ہادیہ تصنیف حافظ مولوی عبد اللہ بلگرامی۔

محامد خاتم النبیین۔ ساری غزلین نبی کے محامد مین ہین۔

حیرت الفقہ۔ فقہ حنفیہ مین سوال و جواب کے طور پر ترجمہ ہے۔

بہار خلد شرح منظوم۔ شمائل ترمذی علم حدیث مین۔

تاریخ مکہ۔ تصنیف مولوے حاجے محمد فخر الدین حسین خان دہلوی۔

جواب السائلین۔ فقہ مین مؤلفہ مولوی لعل محمد صاحب

سرور القلوب فی ذکر المحبوب معجزات مین پیغمبر علیہ السلام کے۔

مرج البحرین فی فضائل الحرمین

کمال وضاحت و بساطت کے ساتھ شرح متن متین سر الشہادتین کی فرمائی
جو متن مذکور خاص تصنیف و تالیف ملک العلما خورشید سمای علوم حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ ہے کہ جسمین بسند احادیث معتبرہ مولانا موصوف
نی احوال مصیبت اشتمال شہادت حسنین علیہما السلام کا بیان فرمایا سنا گیا ہی کہ ایکروز
بحضور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ ایسا مذکور ہوا کہ مقولہ ارباب تشیع کا یہ ہے
کہ جیسا ہماری کتابون مین فضائل و مناقب جگر گوشۂ رسول مقبول کے مشرح
بیان ہین ویسا اہل تسنن کی کتابونمین نہین ہین چنانچہ اوسی جلسہ خاص مین مولانا موصوف
نی کہ اعلے درجہ کے محدث تھے اور اتنا بڑا عالم آجتک اس سرزمین ہندوستان مین
پیدا نہین ہوا رسالہ سر الشہادتین نام تالیف فرمایا کہ آجتک چندبار مطابع مین چھپا
اور مقبول طبائع فریقین ہوا اوسکی شرح تحریر الشہادتین مولانا شاہ اسمٰعیل
مغفور نے کہ بہت اعلی درجہ کے عالم اور شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ
کے تھے بہت پاکیزہ طورسے فرمائی جو کہ زبان عربی و فارسی اسقدر عام فہم نہین ہے
جیسا کہ اردو زبان ہوتی ہے لہذا اوس تحریر الشہادتین کا ترجمہ اردو زبان مین بتقریر شایستہ
واقف علوم مولوی وارث علی صاحب نے فرمایا پھر اوسکو روایات صحیحہ سے اوسکا تضمیمہ
بڑہایا الحق کہ تقریر الشہادتین بہت نادر کتاب شرح مصائب واقعہ کربلا مین ہے
اور اس سے زائد کوئی بیان قابل اسناد نہین ہے جو کہ خواہش شائقین اسکی خریداری
مین مزید تھے لہذا بعد نظر ثانی مطابقت اصل الاصل بذل توجہ والاہم جناب منشی نول کشور صاحب
دام اقبالہ و اجلالہ مطبع عالی مقام کانپور مین ماہ جولائی ۱۸۷۶ء مطابق ماہ
جمادی الاخری ۱۲۹۳ ہجری کے جلیہ طبع سے آراستہ ہوئی خدا برحق مقبول خلائق فرمائے آمین

جب وہان پہونچا تو اور بھی فوج جمع کرکے کعبہ کیطرف متوجہ ہوا اور آداب
کعبہ سے قطع نظر کرکے اور بے اعتقاد ہوکر ابن زبیر سے مقابلہ کیا اور ایسی
لڑائی ہوئی کہ تمام حرم محترم خون شہیدان سے رنگین ہوگیا اور عبداللہ
بن زبیر شہید ہوے بعد اسکے مروانیون کی حکومت شام اور عراق
اور حجاز اور ممالک مین مستقر ہوئی اور ہزار مہینے تک برابر بنی امیہ
اون ملکون پر مسلط رہے چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ آیہ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ سے مراد حکومت بنی امیہ کی ہے جسقدر
کہ رودادو قائع کہ مناسب اس مقام کے تھے اوسقدر قلم بند ہوے
اور بعد اسکے جو کچھہ کہ واقع ہوا اوسکو بھلے تو اس واقعہ سے کچھہ
علاقہ نہین اور دوسری بخیال طول کلام اوسکے بیان سے پہلوتہی کرنا مناسب
معلوم ہوا واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت سرور دوسرا کے واضح ہو کہ بالفعل ایک کتاب نایاب
اردو زبان سرمایہ حصول حسنات کونین صحیح صحیح واقعات کربلا مسند احادیث
رسول مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم متضمن شرح احوال مصائب و ماجرائے
شہادت سید الشہداء امام خافقین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
علیہما الصلوۃ و السلام مسمی بہ تقریر الشہادتین ترجمہ تحریر الشہادتین
جسکو عالم متبحر فاضل جلیل القدر حضرت شاہ سلامت اللہ مغفور نے بعبارت فارسی عمدہ طرز سے

ریزہ ریزہ کردیا اور خاک جہنم مین ملا دیا اور جب مختار نے اطراف وجوانب کوفہ پر
تسلط پایا اوسکا ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن زبیر سے لڑا چاہیے ابن زبیر نے جب
اوسکا قصد دریافت کیا تو مصعب اپنے بھائی کو مختار کے مقابلہ کو بھیجا مصعب بصرے
سے روانہ ہوا مختار سے اور مصعب سے لڑائی ہوئی مصعب فتحیاب ہوا اور
مختار مارا گیا بعد اسکے عبدالملک مسلط ہوکر مصعب سے لڑا اور فتحیاب ہوکر
مصعب بن زبیر اور ابراھیم بن مالک اشتر کو قتل کیا ابن عمر لیثی سے
منقول ہے کہ اونہون نے عبدالملک سے کہا کہ مین نے پہلے اس مکان دارالامارت
کوفہ مین سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا ابن زیاد کے روبرو دیکھا اور ابن زیاد
کا سر مختار کے آگے دیکھا اور مختار کا سر مصعب کے آگے اور مصعب کا سر
تیرے آگے دیکھتا ہون غرض کہ یہ مکان بہت بُرا ہے اور منحوس ہے
اس مکان سے خدا کی پناہ کہ رئیسون کے سر کٹ کے اس مکان مین آکر
رکھے جاتے ہین پس عبدالملک یہ سنتے ہی مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور
حکم دیا کہ اس مکان کو ابھی گرادو اور مسمار کردو جب عبدالملک نے مصعب پر
فتح پائی اور مصعب بھی قتل ہوئے تب عبدالملک نے ارادہ کیا کہ اب عبداللہ
بن زبیر سے کہ مکہ معظمہ مین تھے اونسے لڑا چاہیے پہلے تو کسی نے قصد نہ کیا
کہ مکہ معظمہ مین جنگ وجدال منع تھی اور کوئی اس بات پر راضی نہوا آخر ان
حجاج نے عبدالملک سے آکر کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین نے
ابن زبیرؓ کا سر کاٹا ہے عبدالملک سمجھا کہ حجاج ابن زبیرؓ سے لڑنے پر راضی ہے
اوسنے اپنی فوج حجاج کے متعلق کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا حجاج کا وطن طائف تھا

کہ پانچ فرسنگ موصل سے تھا اپنا لشکر لیکر وہان آپڑا دوسرے روز ابن زیاد
اور ابراہیم سے لڑائی شروع ہوئی شام کو ابراہیم کا لشکر غالب آیا
اور ابن زیاد کی شکست ہوئی ابن زیاد کی فوج بھاگی ابراہیم کے لشکر نے اوسکا
تعاقب کیا ابراہیم نے حکم عام دیا کہ ابن زیاد کے لشکر کا جو ملے اوسکو قتل کرو چنانچہ
بہت سی فوج ابن زیاد کی قتل ہوئی اور ابن زیاد بھی جان سے مارا گیا سر ابن زیاد
کا کاٹ کر ابراہیم کے پاس لائے ابراہیم نے ابن زیاد کے سر کو مختار کے
پاس کوفہ مین بھجوا دیا جب اوسکا سر آیا تو مختار نے اہل کوفہ سے کہا کہ ای
مردم کوفہ دیکھو کہ آخر قصاص خون امام حسینؑ نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا اور
اوسکو اسی حال کو پہونچایا مفتاح النجات سے منقول ہے کہ واقعہ مختار
مین ستر ہزار آدمی شام کے قتل ہوے اور یہ واقعہ عاشورے کے دن
سنہ سڑسٹھ ہجری مین چھ برس کے بعد واقعہ کربلا سے واقع ہوا روایات صحیحہ
مین آیا ہی کہ جب ابن زیاد کا سر اور اوسکے سرداروں کا مختار کے پاس لاکر حاضر کیا ایک ایک
ایک سانپ آیا اور ان سب مردون مین ہوکر ابن زیاد کی ناک مین گھس گیا اور ذرا ٹھہر کے
نکل آیا پھر گھس گیا اسیطرح تین بار آیا گیا بعد اسکے غائب ہوگیا الحاصل ابن زیاد اور ابن سعد
اور شمر ذی الجوشن اور عمر بن الحجاج اور قیس بن اشعث کندی اور خولی بن یزید
اور سنان بن انس بھی اور عبد اللہ بن قیس اور حکم بن طفیل اور یزید بن مالک
یہ سب شقی اور سوا انکے اور مردم سے عوام اس فرقے کے کہ جو یزید پلید کے
اعوان و انصار کہلاتے تھے بالکل ہزارون خرابیون سے قتل ہوے
اور ان سب کے لاشون پر قاتلین نے گھوڑے دوڑائے اور انکے بدنون کو

ہاتھ آئے اون سب کو اوسنے قتل کیا اور اپنے ایک غلام خاص کو حکم دیا
کہ ابن سعد کو حاضر کرو حفص بیٹا ابن سعد کا حاضر ہوا مختار نے اوس سے
پوچھا کہ ابن سعد تیرا باپ کہان ہے اوسنے کہا کہ خانہ نشین ہے مختار نے
کہا کہ اب کیونکر رہی کی حکومت چھوڑ دی پہلے سے خانہ نشینی کیون
نہ اختیار کی کہ غضب خدا سے نجات پاتا اور عذاب آخرت مین گرفتار
نہوتا حکم دیا کہ ابن سعد کو بھی قتل کرو اور اوسکے لڑکے کی بھی گردن مارو
اور شمر لعین کو بھی بلاکر قتل کیا اور اوسکا سر کاٹ کے محمد بن حنیفہ کے
پاس بھیجدیا بعد اسکے حکم دیا کہ اب جو لوگ کہ ابن سعد کے شریک معرکہ
کربلا مین تھے اونمین سے جسے پاؤ نے تکلف قتل کرڈالو جب آدمی یہ سمجھے
کہ مختار کا لشکر اونکے پیچھے پڑا جو ملتا تھا اوسکو جان سے مارتے تھے
اور بدن اوسکا آگ مین جلا دیتے تھے اور گھر لوٹ لیتے تھے جب خولی
شقی کہ اوسنے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ہاتھ سے
کاٹا تھا قید ہوکر آیا مختار نے حکم کیا کہ پہلے اسکی دونو ہاتھ کاٹو پھر پاؤن کاٹو پھر
گردن مارو پھر اوسکا بدن آگ مین ڈال دو چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر
جو کوئی ابن سعد کے لشکریون مین سے ہاتھ لگا اوسکا بھی یہی حال کیا
جب مختار ابن سعد اور شمر اور خولی کے قتل سے فارغ ہوا اوسکو
فکر ہوئی کہ ابن زیاد کو بھی مارا چاہئے ابراہیم بن مالک اشتر کہ مختار
کی فوج کا سالار تھا اوسے بھیجا کہ ابن زیاد کو قتل کرے ابراہیم جب اپنا
لشکر لیکر حد موصل مین کہ نام ایک شہر کا ہی پہونچا ابن زیاد دریا کے کنارہ پر

وصفا کا ہے دادا میرا معاویہ ابن ابی سفیان ناحق پر علی مرتضی علیہ السلام سے
کہ بہر صورت لائق اور سزاوار خلافت حقہ کے تھے لڑا بعد اسکی میرا باپ یزید کہ
کسی طرحکی اہلیت اور استحقاق نرکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنی حکومت
کی استحکام اور بقا کے واسطے حضرت امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کو
شہید کیا اور اہل بیت رسالت کو ذلت اور اذیت دی آخر کو جوان ہوا اور
بطمع دنیا اپنی عاقبت خراب کی مین خوب جانتا ہون کہ حسینؑ کا قتل کرنا بہت
بڑی بات تھی اور اوسکا اوس یزید سے بڑا مواخذہ ہوگا اور مقر اوسکا نار جہنم ہے کہ اوسنے
اولاد رسول خدا کو قتل کیا اور شراب کو مباح ٹھہرایا اور مدینہ منورہ کو لوٹا اور خانہ
کعبہ مین بے ادبیان کین میرے سامنے اس سلطنت کی کچھہ حقیقت نہین ہے
مین اس سلطنت کو ہرگز قبول نہ کرونگا ابوسفیان کی اولاد مین جسکا جی چاہے
وہ اس سلطنت کو لے مین نے سب مسلمانون کو اپنی بیعت سے آزاد کیا یہ کہکر
منبر سے اوترا اور گھر مین گوشہ نشین ہو بیٹھا اور تمام عمر عبادت خدا مین صرف
کرکے راہ آخرت لی سبحان اللہ دولت آخرت کی جسکو خدا عنایت کرے اوسکے
نصیب ہو اسمین کسیکا اجارہ نہین باپ کا وہ حال اور بیٹا ایسا واللہ
یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اب حال خسران آل ابن زیاد شقاوت بنیاد کا بھی
سُن لیا چاہیے کہ وہ شقی معرکہ مختار بن عبید ثقفی مین مارا گیا اور ابن سعد
اور شمر کو بھی مختار نے قتل کیا روایت ہے کہ جب مختار بن عبید نے کوفہ پر
تسلط پایا تو حکم عام دیا کہ جو لوگ معرکہ کربلا مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے
قتل مین شریک تھے اونکا مجھے نشان دو لکھا ہے کہ کئی سو آدمی اوسکے

اور تحریر نہین ہوسکتی اور اسیطرح ہتک حرمت کعبہ معظمہ کی کہ شامیون نے اتنے
پتھر صحن کعبہ مین پھینکے تھے کہ تمام صحن کعبہ کا پتھرون سے بھر گیا تھا مسجد کے
ستون ٹوٹ گئے اور لباس کعبہ کا جلادیا اور پردے کہ دروازہ کعبہ پر لٹکتی تھی
اونکو تنورمین جلاکر کھانے پکائے اور کئے روز تک خانہ کعبہ بے لباس رہا
اور تمام اہل مکہ معظمہ کمال اذیت مین رہے اور سوا اسکے یہ جو کہ منہیات شرعیہ
ہین اونکو یزید پلید نے اپنے عہد مین حلال اور مباح کردیا تھا چنانچہ زنا اور لواطت
اور شراب خواری اور بہن کا نکاح بھائی کے ساتھ اور اسیطرحکی بہت سی باتین
کہ دلیل صریح اوسکی کفر اور کافری پر ہین اور تفصیل اوسکی کتابون مین مندرج
ہے اوس پلید نے رائج کردی تھین المختصر وہ پلید تین برس سات مہینے
بعد شہادت جناب سید الشہداؑ کے ایسے مکروہات مین گرفتار رہا اور پندرہوین
تاریخ ربیع الاول کی سنہ ۶۴ ہجری مقام حمص مین کہ ایک شہر ہے بلاد شام
مین واصل بجہنم ہوا اور عمر اوسکی اونتالیس برس کی تھی کہ طریق لعنت
اور زنجیر نکبت گلے مین ڈالکر اسفل السافلین مین چلا گیا اور یہ بات اتفاقات
سے ہے کہ جس روز اوسکے لشکر نے بدعت مکہ معظمہ مین کی اور کعبہ شریف
کے ساتھ نے ادبیان ہوئین اوسی روز وہ شقی فی النار والسقر ہوا اور جب
یزید پلید موا اوسکے بیٹے معاویہ کو کہ یزید نے اوسکو اپنی حیات مین اپنا ولیعہد
کیا تھا تخت سلطنت پر بٹھایا معاویہ بیٹا یزید کا تخت پر بیٹھا اور منبر جاکر اوسنے
خطبہ پڑہا اور حمد خدا سے برتر اور نعت سید البشر کی بیان کرکے کہا کہ یہ خلافت بڑا
ایک امر عظیم ہے ہر شخص منصب خلافت کے لائق نہین ہوتا یہ منصب خلفای باصدق

مجھ پر پڑی بہت سی ملامت کی اور ایک سلائی اوسی لہو کی اوسکے آنکھون مین پھیری
جب ہی وہ شخص اندھا ہوگیا ہے لکھا ہے کہ شام مین ایک شخص قاتلان حسینؑ مین سے تھا کہ اوسکا
مُنھ سور کا سا ہوگیا تھا اور لوگ اوسکو دیکھکر عبرت کرتے تھے روایت ہی کہ جس شخص نے کہ
حضرت علی اصغرؑ کی حلق مین تیر مارا تھا وہ اس مرض مین مبتلا ہوا کہ پیٹ کیطرف اوسکی کمال حرارت
و گرمی تھی اور پیٹھ کیطرف نہایت برودت و سردی تھی مُنھ کی سامنے پنکھا ہوا کرتا تھا اور
پیٹھ کے پیچھے آگ جلا کرتی تھی اور وہ ویسے ہی واویلا کیا کرتا تھا اور پیاس اسقدر تھی کہ گھڑے
اور مشکین پیجاتا تھا مگر پیاس نہین بجھتی تھی آخر ایک دن پیٹ اوسکا پھٹا اور واصل بجہنم
ہوا یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا حال عوام کا بیان تھا کہ لشکریان یزید مین شریک قتل جناب سید الشہدا
علیہ السلام کے تھے اب تھوڑا سا حال کچھ مردم خواص کا مثل ابن زیاد شقی اور یزید
پلید اور ابن سعد اور شمر بدبخت کا بھی مجملاً سُن لیا چاہیے کہ جب یزید علیہ اللعنۃ المستحقہ قتل
امام حسین علیہ السلام سے فارغ ہوا اوس شقی کو بڑی خوشی ہوئی حق تعالی نے اوسکو
قطع نظر امراض جسمانی کے کہ کیسی ہی سخت ہون تحمل اونکا بہ نظر اپنے اعمال قبیحہ کے
آسان ہے ایسے افعال شنیعہ مین مبتلا کیا کہ صورت مجسم عذاب الٰہی کی اوسکے
حال سے نمودار تھی بیان اوسکا یہ ہے کہ پہلے تخریب مدینہ منورہ اوس پلید کی ہاتھ سے
ہوئی اور یہ حال تھا کہ تین دن تک تمام اہل مدینہ کی لوٹ ہوا کی یہان تک کہ حضرت امیر المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بھی لوٹ لیا اور اشقیاے بیدین نے ذرا پاس رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ کیا اور سات سو صحابہ مدینہ منورہ مین قتل ہوئے اور مسجد
شریف نبوی مین تین روز تک نماز نہوئی اور جو حرکتین کہ یزیدیون نے مسجد مبارک
مین کہ فرشتون کے اوترنیکی جگہہ تھی کین اونکے لکھنے سے ہاتھ اور قلم کانپتا ہے

دنیا مین وہ بھی ضرور عذاب الٰہی مین مبتلا ہوا امیر مجلس کہ ہلوگ جسکی دعوت
بیجا بابول اوٹھا کہ مین بھی معرکہ کربلا مین موجود تھا مگر اتنا سب آفتون سے
محفوظ ہون کسی طرحکی کوئی مصیبت مجھپر نہین پڑی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک شعلہ
چراغ سے نکلا اور اوسکے بدن پر گر کے بالکل جلا دیا راوی کہتا ہے کہ قسم خدا کی
مین نے اوسکو اپنی آنکھ سے دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک کوئلا جلا ہوا پڑا ہے
روایت ہے جس شقی نے سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا سکار بند سی
باندہا تھا وہ بدنصیب بہت خوبصورت تھا اور اوسکی حسن و جمال کا ایک شہرہ
تھا بعد اسکے جو اوسے دیکھا تو اوسکی صورت بالکل بگڑ گئی اور نہایت کریہ منظر
ہوگیا اور رنگت کالی اوٹھا تو اہوگئی لوگون نے اوس سے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا بلا
نازل ہوئی کہ تو ایسا بدصورت ہوگیا وہ بولا کہ کیا کہون جس روز سے کہ
مین نے سر مبارک حسینؑ سے نے ادبی کی ہے اوس روز سے یہ معمول ہوگیا ہے
کہ دو شخص ہر روز آتے ہین اور مجکو پکڑ لیجاتے ہین اور آگ پر اوندہا اوٹھا لٹکاتے
ہین اور بھر اوٹھا لاتی ہین اس سبب سی اوس شخص کا منہ سیاہ اور حال تباہ ہی خیانچہ
وہ شخص مدت العمر اسی عذاب مین مبتلا ہوکر جہنم مین جا پڑا اور واقدی سی منقول ہے
کہ ایک بوڈھا تھا حاضرین معرکہ کربلا سے جب اندہا ہوگیا تو اوس سے پوچھا
کہ کیا سبب ہے کہ تیری بینائی جاتی رہی اوسنے کہا کہ ایکروز مین نے خواب رسول خدا کو
خواب مین دیکھا کہ آپ آستین چڑہا ہے ہوے اور آپ کی دست مبارک مین
ایک تلوار ننگی ہے اور آنحضرت کے روبرو ایک چمڑا بچھا ہے مین نے دیکھا
کہ دس قاتلان حسینؑ کو ذبح کرکے اوس چمڑے پر ڈالا جبکہ آپکی نظر مبارک

اور اس فعل سے راضی اور خوش تھے اون بدبختون کو قطع نظر عذاب آخرت سے
کہ اوسکے تو وہ مستحق بہر صورت ہین اس جہان فانی مین بھی سزای اعمال بد ملی اور
جہنم واصل ہوے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ زہری روایت کرتے ہین کہ
جو شخص کہ معرکہ کربلا مین شریک قتل جناب سید الشہدا تھا وہ بغیر عذاب شدید کے
دنیا سے نہ گیا بعضے قتل ہوے اور بعضے اندھے ہو گئے اور بعضون کا منھ
کالا ہو گیا اور بعضے امیر سے محتاج ہو گئے اور بعضے پیاس سے پانی پیتے
پیتے مر گئے اور پیاس نہ بجھی چنانچہ مروی ہے کہ ایک مقام مین بہت مجمع تھا
اور وہ اہل مجمع کہہ رہے تھے کہ دشمنان حسینؑ مین سے ہمنے ایسا کسیکو نہ دیکھا
کہ مصیبت دنیا مین گرفتار ہو کر نہ موا ہو ایک بوڑھا اوس جماعت مین سے
بول اوٹھا کہ یہ غلط کہتے ہو ایک مین ہی ہون کہ قتل حسینؑ مین شریک تھا
اور ابتک کسی آفت مین گرفتار نہین ہوا یہ کہنا تھا کہ اوسنے اوٹھکر چراغ کو
اشتعالک دی یعنی چاہا کہ چراغ کی بتی کو درست کر دے کہ ناگاہ اوس چراغ سے
ایک شعلہ نکلا اور اوس شعلہ نے اوسکو گھیر لیا اور جلنے لگا اور جلتا ہوا تمام
جماعت کے گرد پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہاے جلا ہاے جلا آخر کو جلتے جلتے
دریا کیطرف بھاگا اور اپنے تئین دریا مین ڈالدیا وہ آگ تو غضب الہی سے
روشن ہوئی تھی دریا کا پانی اوسکے حق مین تیل ہو گیا اور آگ نے بھی شدت
کر کے اوسکو خاک سیاہ کر دیا سدی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
میری دعوت کی اور اوس مجلس مین اور بھی بہت آدمی جمع تھے کہ اسمین تذکرہ
معرکہ کربلا کا ہونے لگا حاضرین بولے کہ جو شخص شریک قتل حسینؑ تھا

بچشم دیکھا اور سنا تھا با اینہمہ طمع دنیا مین ایسے گرفتار ہو گئے کہ قتل آل مصطفی
اور تذلیل آل عباسے کچھہ ذرا مضائقہ نہ کیا اور مطلق نہ سمجھے کہ ہم کسکے ساتھہ
برائی کرتے ہین آخر ایک روز مرنا ہے اور معرکہ یوم الحساب مین جانا ہے
پھر اوسوقت خدا اور رسول کو کیا منھہ دکھائین گے اور کیا جواب دینگے
الحاصل ظلم وستم کہ ظالمان بیدین کے ہاتھہ سے اہل بیت رسالت پر گذری
ابتدای ایجاد عالم سے ایسا ظلم شدید کسی نے کسی پر نہین کیا اور اس ظلم کی انتہا نہین ہے
زبان قلم اوسکے بیان سے سراسر عاجز ہے اس رسالہ مین جو کچھہ بیان ہوا وہ
ایک شمہ اوس ظلم کا سمجھا جاتا ہے بہرکیف دنیا مقام عبرت ہی اللہ تعالی سب مسلمانون اور
مومنونکو اپنے فضل وکرم اور بتصدق رسول مقبول شفیع امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظلم اور شرک اور
اپنی قہر وغضب سے امان مین رکھے اور خاتمہ بالخیر نصیب کرے سعدی فرماید ؎
عروسی بود نوبت مالمتت ٭ اگر نیک روزی بود خاتمت ٭ اب کچھہ حال قاتلان خسران مآل
کہ عذاب دنیا مین بھی گرفتار ہوے بہ گوش عبرت سن لیا چاہیے لمولفہ نظم

اب سنو حال خراب قاتلان بدمآل	اونپہ جو نازل ہوا قہر خدائی ذوالجلال
اون لعینون کو نہ حاصل کچھہ بھی کام دل ہوا	ہان عذاب آخرت دنیا ہی مین حاصل ہوا
ظلم کا ثمرہ تو دنیا مین بھی کچھہ اونکو ملا	کوئی اندھا ہو گیا کوئی سراسر جل گیا
بعد مردن بھی ہوا اونکو جہنم ہی نصیب	ہے خدا کا قہر اونکے حال سے ہر دم قریب
مٹ گیا نام ونشان قاتلان بیحیا	چند روزہ زندگی کا بھی نہ کچھہ پایا مزا
قتل سے آل محمدؐ کے طبیعت شاد کی	وین دنیا ہاے اپنی مفت مین برباد کی

جسنے کہ کتب تواریخ کی سیر کی ہے خوب جانتا ہے کہ جو لوگ شریک قتل جناب سید الشہدا

پڑھا چاہیے روایت کیا اس حدیث کو ابن عساکر نے سہل بن عمرؓ سے کہ کہا
اوسنے قسم خدای عزوجل کی کہ دیکھا مین نے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا بر سر نیزہ
اور مین بھی دمشق مین تھا ایک شخص سر مبارک کے آگے آگے سورۂ کہف
پڑھتا تھا وہ جب اس آیت پر پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اور اوسنے یہ آیت پڑھی پس اللہ نے گویا کیا سر
مبارک حضرت امام حسینؑ کو بزبان تیز فصیح و بلیغ اور آپ نے کمال فصاحت اور
بلاغت سے اس آیت کو سنکر فرمایا اَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ یعنی قصہ
اصحاب کہف سے میرا ماجرا کہ وشت کربلا مین ایسی مصیبتون سے قتل ہونا اور سر کا
نیزے پر چڑھنا زیادہ تر عجیب و غریب ہے جاننا چاہیے کہ قصۂ اصحاب کہف خداوند
ذوالجلال نے قصص عجیبہ سے فرمایا ہے کہ اصحاب کہف تین سو نو برس تک غار مین
سوتے رہے اور جب جاگے تو اُنکو یہ معلوم ہوا کہ ہم دن بھر سے بھی کم سوئے ہین
واقع مین یہ معاملہ عجائبات قدرت الٰہی سے ہے چنانچہ تفصیل اس قصہ کی کتب
تواریخ اور تفاسیر مین مندرج ہے مگر قتل جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا
کا اور سر مبارک نیزے پر اوٹھانا یہ واقعہ نہایت عجیب ہے لکھا ہے کہ قبل
اسکے کبھی کسی مظلوم کا سر کاٹ کر نیزے پر نہین رکھا تھا موجد اس ظلم اور بدعت
جدیدہ کے لشکر ابن یزید پلید ہین اور زیادہ تر مقام استعجاب کا یہ ہے کہ قاتلان
حسینؑ کلمہ گویون مین داخل تھے اور اونکے جد امجد یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی امت کہلاتے تھے اور اکثرون نے معاملہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو کچھ حسنین علیہما السلام کے ساتھ تھا وہ

راہب کے حوالہ کیا اوسنے آپ کے سر مبارک کو لیکر خلوت مین غسل دیا اور
خوشبو ملی اور اپنے زانو پر رکھکر نور خدا کا تماشا جمال حق نما مین دیکھا کیا اور
وہ بہ چشم سر دیکھتا تھا کہ ایک بقعہ نور کا آسمان پر سے سر مبارک پر علی الاتصال
چلا آتا ہے اور ایک ستون نور کا زمین سے آسمان تک بپا ہے غرض کہ صبح تک
وہ یہی جلوہ نور خدا کا دیکھا کیا اس کیفیت کو دیکھکر مسلمان ہوا اور ایمان لایا
اور اپنی عمر محبت اہل بیتؑ مین آخر کی جب صبح ہوئی ہزار درم اور سر مبارک
کو اشقیا کے حوالہ کیا اشقیا سے بیدین نے چاہا کہ اس دراہم کو باخود تقسیم کرین
دیکھا تو وہ سب خاک ہین مگر صورت درہم کی نہین بگڑی تھی اور بجای سکہ
ایک طرف یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی ظالم
لوگ یہ نہ جانین کہ اللہ اونکے ظلم کرنے سے غافل ہے اور دوسری طرف یہ آیت
تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنے قریب ہے کہ جان لیوینگے
ظالم کہ کیسی کیسی انکو کروٹین دیجائینگی پس سب اشقیا اپنے سر پر خاک ڈالکر
رہگئے سمجھا چاہیے کہ یہ سب آثار و علامات کہ قدرت خدا سے ظاہر ہوی سوا اسکے
تاکہ لوگ سمجھین اور ظالم دریافت کرین کہ واقعہ کربلا اور شہادت جناب سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا ایک واقعہ عظیم اور سانحہ شدید ہے کہ آجتک ایسا
ظلم دنیا مین کسی پر نہین ہوا اور ایسی مصیبت کسی نے نہین اوٹھائی حافظ
شمس الدین شیرازی کہتے ہین ؎ انچہ جان عاشقان از دست
ہجرت می کشد ٭ کس ندیدہ در جہان جز کشتگان کربلا ٭ اب اس سے زیادہ
تر ایک روایت سن لیا چاہیے اور ختم کلام پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

کہ ناگاہ ایک قلم لوہے کا غیب سے پیدا ہوا اور ایک شعر زبان عربی مین خون سے
اون لوگون کے سامنے زمین پر لکھا ترجمہ یہ ہے **نظم**

امید رکھتی ہین وہ لوگ جن لعینون نے	حسینؑ بیکس و مظلوم کو شہید کیا
کہ روز حشر شفاعت نبیؐ کی حاصل ہو	چھٹین عذاب الٰہی سے وہ بروز جزا
جو یہ خیال اونہین ہو تو زعم باطل ہے	کہ اونسے ناخوش و ناراض ہین رسولؐ خدا

اور بعض روایات مین یون آیا ہی کہ جب لشکریان یزید سر مبارک اور قافلہ اہل بیت
کو لیکر شام کیطرف روانہ ہوے ایک منزل پر پہونچکر قریب ایک بتخانہ کی مقام کیا
کیا دیکھتی ہین کہ اوس بتخانہ کی دیوار پر وہی بیت کہ ترجمہ جسکا ہو چکا لکھا ہی یہ لوگ دیکھکر
متعجب ہوی اور راہب بتخانے سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہے اوسنے کہا اتنا تو
مین جانتا ہون کہ پانسو برس کی مدت سے یہ بیت اس دیوار پر لکھی ہوئی ہے
اور بعض نے یون روایت کی ہے کہ دیوار اوس بتخانے کی شق ہوئی اور ایک ہاتھ
اور ایک قلم اوس دیوار سی بقدرت خدا باہر نکلا اور بیت مذکور کو خون سی لکھا روایت ہے
کہ جب راہب اوس بتخانہ کا حال اسیران اہل بیت سے مطلع ہوا اور سر مبارک
جناب سید الشہداؑ کا بر سر نیزہ دیکھا اپنے دل مین اوسنی کہا کہ یہ بہت بری لوگ ہین کہ اپنی فرزند
نبی کو قتل کیا اور اوسکے اہل بیتؑ کو اذیت دی تکلیف دی اور شرافت اور کرامات سرہاے
شہدا کی اوسکے دل پر حالی ہوئی اوسنے جماعت اشقیا سے مخاطب ہوکر کہا کہ
دس ہزار درم مجھ سے لو اور اوس سر کو ایک شب کیواسطی مجکو دو صبح کو جب
کوچ کروگی تو تمھاری حوالہ کردونگا یزیدیان پلید کہ دین کو دنیا کی ہاتھ بیچ چکے تھے اور
طمع مال و منال مین ایمان کو بالای طاق رکھدیا تھا راضی ہوگئی اور سر مبارک امام حسینؑ کا

ہین والدین شریف اوسکی قوم ہاشم سے — قریش مین ہے بلند اوسکا مرتبہ رتبا
ہے اوسکا جد بھی بہتر جدود عالم سے — محمد عربی ہاشمی رسول خدا

روایت کی ابو نعیم نے طریق حبیب بن ثابت سے اور اوسنے حضرت ام سلمہ سے کہ جس روز سے رسول خدا نے وفات پائی مین نے نوحۂ جن کبھی نہین سنا مگر ایک رات کہ ایک جنیہ روتی تھی مجکو معلوم ہوا کہ حسین نے شہادت پائی اور مین بیقرار ہوکر لونڈی سے کہا کہ جا خبر تو لا اور پوچھ وہ گئی اور اوسنے آکر کہا کہ باتحقیق حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور جنیہ یون روتی تھی ترجمہ یہ ہے لموٴلفہ نظم

خوب رو اے چشم محزون نم ازار — کر غم حسین سے دل کو نگار
کون روئیگا شہیدون پر بھلا — کربلا مین جن کا ہے لاشہ پڑا
موت اونکو لیگئی ظالم کے پاس — ہائے وہ ظالم کہ تھے حق ناشناس
عہد مین میرے ہوا اونکا یہ حال — کیون نہ مجکو اس الم سے ہو ملال

کہتے ہین کہ حضرت ام سلمہ اسکو سنکر اتنا روئین کہ غش آگیا اور بیہوش ہوگئین روایت کی ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر سے اور اوسنے اپنی مان سے کہ سنا مین نے ایک جن کو غم حسین مین روتا تھا اور یہ کہتا تھا ترجمہ یہ ہے لموٴلفہ نظم

خبر حسین کے مرنیکی مین سناتا ہون — اور اپنا چاک جگر بھی تمہین دیکھاتا ہون
بیان حسین کا مین کیا کرون ہر ایک کمال — غرض حسین تھا اک کوہ صبر و استقلال

روایت کی ابو نعیم نے طریق عبد اللہ بن لہیعہ سے اور اوسنے ابی قبیل سے کہ جب شہید ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام اور قاتلان بیرحم نے سر مبارک کاٹا اور کوفہ کو روانہ ہوئے جب اول منزل پر پہونچے اور وہان مقام کیا اپنے کھانے پینے مین مشغول ہوئے

اسقدر کہ دوپہر کو ستارے نکل آئے اور آدمیون کو گمان گذرا کہ قیامت آگئی اور اس سے
زیادہ اور آثار اور علامات سنا چاہیے روایت کی ہے بیہقی نے جمیل بن مرہ سے کہ بعد شہادت
جناب سید الشہدا کی لشکریان یزید پلید اونٹ لوٹ لیگئے اور انکو ذبح کرکے اونکا گوشت پکایا
اور وہ گوشت ایسا کڑوا ہوگیا تھا کہ کوئی شقی کھا نہ سکا اور کسیکے حلق سے نیچے نہ اوترا اور
ترجمہ صواعق مین لکھا ہے کہ ایک قافلہ مین سے عراق کو جاتا تھا اور اوس قافلہ مین
ورس ایک گھاس تھی کہ عرب مین ہوتی ہے اور بہت بیش قیمت بکتی ہے راہ مین لشکر
یزید کا اور اوس قافلہ کا ساتھ ہوا پس وہ گھاس بالکل خاک ہوگئی اور بعضی کہتے ہین کہ
لشکر یزید مین جسقدر وہ گھاس تھی سب خاک ہوگئی اور اونٹون کو جو ذبح کرتے تھے
اور اونکا گوشت پکاتے تھے اوسمین سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور یہ ایسے سانحے فقط
سامعین اور ناظرین کی عبرت کیواسطے واقع ہوے روایت کی ابو نعیم نے طریق سفیان سے
اور اوسنے اپنی دادی سے وہ کہتی ہین کہ قاتلان حسینؑ سے مین نے دو شخصونکو دیکھا ایک کا
تو یہ حال تھا کہ عضو تناسل اوسکا اسقدر بڑہ گیا تھا کہ وہ اوسکو اپنی کمر سے باندہ لیتا تھا اور
گردن مین لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کی یہ صورت تھی کہ مشکین پانی کی پیتا چلا جاتا تھا اور
پیاس نہین بجھتی تھی اور اسیطرح جتنے قاتلان حسینؑ تھے دنیا مین وہ سب عذاب اور آفت مین گرفتار
ہوکر واصل بجہنم ہوے انشاء اللہ تعالے اس رسالہ کے خاتمہ مین کچھ حال قاتلان حسینؑ کا بیان
کیا جائیگا اب حال نوحہ جنات کا سن لیا چاہیئے کہ حضرت امام حسینؑ کے غم مین وہ بھی روتے ہین
روایت کی حبیبؓ بن ثابت نے کہا کہ سنا مین نے ایک جنیہ کو کہ غم حسینؑ مین روتی تھی اور
یہ اشعار بزبان عرب پڑھتی تھی ترجمہ اوسکا یہ ہے لمؤلفہ نظم

ہے بوسہ گاہ رسولؐ کریم منھہ اوسکا	وہ ہے جمال منور سے اپنے ماہ لقا

محسوس ہی یہ سرخی بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کے پیدا ہوئی قبل از شہادت
یہ سرخی آسمان پر بالکل نمودار نہ تھی اور ابن سعد سے روایت ہے کہ سرخی شفق
کنارہ آسمان پہ قبل شہادت شاہ شہیدان کے مطلق نتھی اور ابن جوزی
کہتے ہین کہ آسمان کے سرخ ہونیمین حکمت یہ ہے کہ حالت غصہ مین خون
جوش کرتا ہے اور رنگ چہرے کا سرخ ہوجاتا ہے اور ذات باری تعالے
کہ جسم اور لوازم جسمیہ سے بری ہے اوسنے اپنے غضب اور قہر کا نمونہ اور نشان
بواسطہ آسمان اہل دنیا پہ ظاہر کیا کہ تمام خلق کو معلوم ہو کہ معصیت قاتلان حسینؑ
کی اسدرجہ عظیم ہے کہ خداوند ذوالجلال نے اپنے قہر و غضب کا نمونہ سرخی
آسمان سے ظاہر کیا اور بعضے کہتے ہین کہ بعد شہادت حسینؑ کے ساتھ روز تک
آسمان برابر رویا کیا اور آسمان کا رونا اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ آسمان کی
سرخی سے دیوارین اور عمارتین ایسی سرخ ہوگئین کہ جیسے کسم مین کپڑا
رنگتے ہین اور ستارے آسمان سے اتنے گرے کہ ایک پر ایک پڑا تھا اور
جس روز امام حسینؑ شہید ہوے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ ایک مدت تک
نشان اوسکا زمین پر باقی رہا اور جو کپڑا اوسے سوا اوسکے کہ خون آسمان سی رنگین
ہوگیا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر رنگت اوسکی نہ گئی اور بعض نے روایت کی ہے
کہ اوس روز اتنا خون برسا کہ کوفہ اور شام اور خراسان کی ہر گلی کوچے سے اور ہر ایک
گھر سے خون بہ نکلا تھا اور سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا جب کوفہ مین پہونچا
تو جسجگہ رکھدیتے تھے اوس گھر کی دیوارون سے خون جاری ہوجاتا تھا اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ جس روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوے آفتاب سیاہ ہوگیا

بھرے تھے روایت کی بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے کہا زہری نے کہ بالتحقیق
جس روز شہید ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام تو یہ حال تھا کہ جو پتھر بیت المقدس
کا اوٹھاتے تھے اوسکے تلے خون تازہ نہایت سرخ نظر پڑتا تھا کوئی پتھر بیت المقدس کا
ایسا نتھا کہ جسکے نیچے خون تازہ نہ پایا گیا ہو روایت کی بیہقی نے ام حبان سے
کہ جس روز حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تین دن تک برابر اندھیرا رہا اور آفتاب نظر نہ آیا
ایسی تاریکی تھی کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا اور ہم عورتین جو اپنے منھ پر زعفران ملتی
تھین وہ جلکر سیاہ ہوجاتا تھا اور کوئی پتھر بیت المقدس مین ایسا نتھا کہ جسکے تلے خون
تازہ نہایت سرخ پایا نہو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ تمام عالم مین کوئی ایسا پتھر
نتھا کہ جس سے لہو نہ بہا ہو روایت کی بیہقی نے علی بن مسہر سے اور اونہون نے
اپنی دادی سے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو مین نوجوان تھی مین نے
سنا کہ امام حسینؑ پر آسمان مدت تک رویا کیا جانا چاہیے کہ آسمان کے رونے مین بہت سی
روایتین منقول ہین چنانچہ ابن جوزی نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ
جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوے تین دن تک تمام عالم سیاہ رہا اور دنیا مین
اندھیرا رہا بعد اوسکے آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی اور ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ حسینؑ پر آسمان رویا
اور آسمان کا رونا کیا ہے سرخ ہوجانا اور گریہ آسمان مردان صالح پر کلام ابن یزید متعال
سے مستفاد ہی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ اونپر نہ رویا آسمان و زمین
اس سے معلوم ہوا کہ جب خاصان خدا کسی مصیبت مین گرفتار ہوتے ہین اونپر آسمان
و زمین روتا ہے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم مین آسمان چھ مہینے تک
برابر سرخ رہا اور ابن سیرین نے کہا ہے کہ سرخی شفق جو کنارہ آسمان پر دیکھتے ہین

مین نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپکا کیا حال ہے فرمایا کہ ابھی قتل گاہ حسینؑ سے چلا آتا ہون
ناظرین اخبار و آثار پر یہ بات ظاہر ہوگی کہ جب حضرت عباسؓ عم بزرگوار
آن حضرت کے جنگ بدر مین کفار مکہ کے ساتھہ قید ہوے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکے رونے کی آواز سے تمام رات بیقرار رہے اور آپکو رات بھر
نیند نہ آئی پھر قیاس کیا چاہیے کہ معرکہ کربلا کے واقعہ سے حال جناب رسول خدا کا
کیا ہوا ہوگا کہ دشمنان بیدین نے اہل بیت رسالت پر کیسے کیسے ظلم کئے اور کیا کیا رنج
دئے جناب امام حسینؑ کی مصیبت سے آپ کو کسقدر ملال اور غم ہوگا ایکدن کا ذکر ہے
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز آن حضرت نے سنی حضرت فاطمہؑ سے
فرمایا کہ آیا تم نہین جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے مجکو کسقدر رنج ہوتا ہے اور
اولکا رونا مجکو ہرگز گوارا نہین ہوتا جب ذرا سے رونے مین کہ لڑکے بچے مقتضاے
طفولیت بیوجہ بھی رویا کرتے ہین آنحضرت کو غم اور ملال ہوا سانحہ کربلا سے کہ ابتداے
کائنات سے ابتک ایسا معاملہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سمجھا چاہیے کہ آن حضرت
کسقدر مغموم اور محزون ہوئے ہونگے ایک شمہ آنحضرت کے رنج و ملال کا روایت
خواب ابن عباسؓ اور خواب ام سلمہؓ سے بیان ہوچکا صحیح یہ ہے کہ اگر قیامت اپنی وقت پر
موعود نہوتی تو مقام یہ تھا کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کی شہادت کے دن آسمان
ٹوٹ پڑتا اور طبقات زمین الٹ جاتے جنات اور آسمان کا رونا تو کس حساب مین ہے
روایت کی بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے کہ وہ کہتی ہین کہ جس روز امام حسین
علیہ السلام شہید ہوے آسمان سے خون اسقدر برسا کہ صبح کو جو مین نے دیکھا
جتنے گھڑے اور مٹکے اور جو برتن کہ ہمارے گھر مین تھے وہ سب خون سے لبالب

امام حسینؑ کے خون کے بدلے دونے اسسے یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی
قتل کرونگا اور انتقام لونگا ای مسلمانو رتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اپنے نبی کا دیکھو اور غور کرو کہ آپکا کیا رتبہ ہے اور کیا مرتبہ ہی کہ حضرت
یحیی کے خون کی عوض جو انبیا مین داخل ہین ستر ہزار یہودی ماری جائین
اور جناب سید الشہداؑ کے خون کی عوض ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی قتل ہون
سبحان اللہ اعظم شانہ اور یہ حکم جناب ایزدی کا دوہلی مین جاری ہوگیا پھلے واقعہ
مختار مین کہ کچھ تھوڑا سا حال اوسکا اس رسالہ کی خاتمے مین مذکور کیا جائیگا اور
دوسرے اوائل دولت عباسیہ علی سفاح کی زمانہ مین اور تفصیل اس ماجری کی
کتب تواریخ سی تعلق رکھتی ہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے
عبداللہ ابن عباسؓ سی وہ کہتے ہین کہ ایکروز دوپہر کیوقت جناب رسالتمآبؐ کو مین نے
خواب مین دیکھا کہ آپ کی سر کے بال پریشان اور اونپر گرد بہت سی پڑی ہوئی
اور آپ کے دست مبارک مین ایک شیشہ کہ اوسمین خون بھرا ہوا ہی مین نے
پوچھا کہ یارسولؐ خدا یہ کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ حسینؑ کا اور اوسکی ساتھیون کا
خون ہے کہ مین اوسکے قتل گاہ سے اوٹھالایا ہون عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہین
کہ مین نے وہ دن جسمین یہ خواب دیکھا تھا یاد رکھا جب حضرت امام حسینؑ کے
شہادت کی خبر مین نے سنی اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ جس روز مین نے
وہ خواب دیکھا تھا اوسی روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوی روایت کی حاکم اور بیہقی نے
حضرت ام سلمہؓ سی وہ کہتی ہین کہ مین نے ایکدن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپکے تمام سر اور ریش مبارک پر بہت سی گرد پڑی تھی اور آپ تمام خاک آلودہ تھے

اور وہ ایک جگہ ہے عراق مین قریب کوفہ کی کہ اب اوسکو کربلا کہتے ہین اور تھوڑی
سی خاک سرخ وہانکی آن حضرت کو لاکر دکھادی اور اسی حدیث کو بیہقی نے دوسرے
طریق سے ابی سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے روایت کی ابونعیم نے
یحیے حضرمی سے وہ کہتے ہین کہ مین نے سفر کیا ہمراہ رکاب جناب امیرالمومنین
علی علیہ السلام کی صفین کیطرف اور وہ ایک مقام ہے مشہور نہر فرات پر کہ
اوسجگہ حضرت مرتضی علیؑ اور معاویہ سے بڑی لڑائی ہوئی تھی جبکہ جناب امیر منبوی
مین پہونچے تو آپ نے بے اختیارانہ چلاکر کہا کہ صبر کرنا ابی یا عبداللہ الحسین نہر فرات پر راوی
کہتا ہے کہ جب مین نے یہ بات جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے بتمامل سنی تو
متعجب ہوکر پوچھا کہ یا حضرت آپ نے یہ کیا فرمایا جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ فرمایا ہی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل نے آکر کہا کہ بالتحقیق حسین نہر فرات پر
شہید ہوگا اور وہانکی تھوڑی سی مٹی بھی مجھے لاکر دکھادی وہ خاک سرخ بھی بمقتل
حسینؑ کی اب تفصیل اس اجمال کی اصبغ بن نباتہ سے سُن لیا چاہیے روایت کی
ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہ آیا مین ہمراہ رکاب جناب امیر علیہ السلام کی موضع قبر حسینؑ
پر یعنی اوسجگہ کہ جسکا ذکر پہلی روایت مین ہوگیا پس فرمایا جناب علیؑ مرتضی نے کہ یہ جگہ
وہ ہی کہ یہان اونٹ بٹھائے جائینگے اور یہان پر خیمے کھڑے ہونگے اور یہان پر
اُن شہیدون کا خون بہے گا نوجوان چند آل محمد کے اس میدان مین قتل ہونگے
اور آنپر آسمان اور جن روئینگے روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن عباسؓ
سے کہ وحی بھیجی خدا سے تعالے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بالتحقیق
مین نے یحیے بن زکریا کے انتقام مین ستر ہزار یہودی قتل کئے اور تیرے فرزند یعنے

کے ساتھ کربلا مین نہر فرات پر تھا کہ حضرت امام حسینؑ نے شمر ذی الجوشن شقی کو دیکھکر
فرمایا کہ سچا ہے خدا اور خدا کا رسولؐ فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گویا مین ایک ابلق کتے کو دیکھتا ہون کہ میرے اہل بیت کی خون مین منھ ڈالتا ہے
کہتے ہین شمر شقی کو مرض برص تھا اس سبب سے آنحضرتؐ نے اوس شقی کو سگ ابلق فرمایا
کہ اوسکے بدن مین داغ سفید اوس مرض برص کے اور سیاہ رنگ جلد کی تھی اور ابلق اسی
رنگ کو کہتے ہین اور واقعی کہ یہ ملعون سب سے زیادہ اہل بیت کی قتل پر حریص تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس لعین کی تخصیص فرمائی ابن سکن اور امام بغوی کتاب الصحابہ
مین اور ابونعیم طریق سحیم سے انس ابن الحارث سے روایت کرتے ہین کہ سنا مین نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ بالتحقیق یہ لڑکا میرا حسینؑ
زمین کربلا مین شہید ہوگا پھر تم مین سے جو کوئی اوسوقت موجود ہو حسینؑ کا ساتھ دے
اور اوسکو اکیلا نہ چھوڑے پس جس وقت کہ امام حسین علیہ السلام نے قصد کربلا کا کیا
انس بن حارث آپکے ساتھ گئے اور معرکہ کربلا مین امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے جانا چاہیے
کہ یہ حدیث احادیث احاد سے ہے جسنے یہ سنی اوسپر آپ کے فرمانے کا بجالانا واجب ہو گیا
اسواسطے انسؓ ابن الحارث نے حضرت امام حسینؑ کا ساتھ دیا اور آپکے ساتھ کربلا مین
جاکر درجۂ شہادت پایا روایت کی بیہقی نے ابی سلمہ بن عبد الرحمنؓ سے کہ ایکروز امام حسین
علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کے پاس
حضرت جبرئیلؑ حضرت عائشہ کے بالاخانے پر بیٹھے تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ جلد شہید کریگی تمھاری امت اس لڑکے کو اور اگر تم چاہو تو اوس
زمین کا پتا بھی مین تمکو بتادون کہ جہان یہ شہید ہوگا اور اشارہ کیا ظرف کے

کربلا مین شہید ہونگے یعنی راوی معرکہ کربلا تک بقید حیات تھا روایت کیا ابو نعیم
نے اس حدیث کو حضرت ام سلمہؓ سے کہ ایکدن حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونون
میرے گھر مین کھیلتے تھے کہ اسمین حضرت جبرئیل آئے اور کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بے شبہہ تمھاری امت اس لڑکے کو شہید کریگی اور اشارہ کیا طرف امام حسینؑ کے
اور تھوڑی سی خاک سرخ اُن حضرت کو لاکر دکھا دی پس آپ نے اوس مٹی کو سونگھا اور
فرمایا کہ اس خاک مین بوی کرب و بلا ہے اور فرمایا کہ ای ام سلمہؓ جب یہ خاک خون
ہو جائے تم جان لینا کہ حسینؑ شہید ہوا پس حضرت ام سلمہؓ نے اوس خاک کو ایک شیشے مین
رکھ چھوڑا سمجھا چاہیے کہ بعض روایات مین حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ جس روز
امام حسینؑ شہید ہوے وہ خاک خون ہوگئی تھی اور بعض روایات مین لفظ خاک
کی جگہہ لفظ سنگریزہ وارد ہے روایت ہے کہ خاک مقتل حسینؑ کی کہ جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اور آپ نے حضرت ام سلمہؓ کو دیکر فرمایا تھا کہ جب یہ خاک خون
ہو جائے تو جان لینا کہ حسینؑ شہید ہوے ام سلمہؓ کہتی ہین کہ عاشورہ کے دن مین نے
جو اوس خاک کو دیکھا تو وہ خون تھی اور اُن کنکریون سے خون جاری تھا اور حضرت ام سلمہؓ
سے روایت ہے کہ جب شب قتل امام حسینؑ آئی مین نے ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر
نہ پڑا اور وہ جو کہتا تھا ترجمہ اوسکا یہ ہے لموئفہ نظم ای قاتلان بیحیا ای ظالمان باجفا ؛
لعنت ہی تمپر برملا کرتے رہے سب انبیا ؛ موسے نے بھی عیسے نے بھی داؤد خوش
الحان نے بھی ؛ ان سب نے تم پر لعن کی اے جاہلان اشقیا ؛ تم سے خدا
بیزار ہے تمپر خدا کی مار ہے ؛ تم سب کا گھر فی النار ہے ای دشمنان مصطفی ؛
روایت کی ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسنؓ سے کہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام

اپنی مسند مین روایت کیا ہے روایت کی حاکم اور بیہقی نے ام الفضل دختر حارث سے ام الفضل کہتی ہین کہ ایکدن مین امام حسین کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس لیگئی اور آپکی گود مین بٹھا دیا اتنے مین کیا دیکھتی ہون کہ رسول خدا کی دونون آنکھون سے آنسو جاری ہین آپ فرمانے لگے کہ اے ام الفضل ابھی جبرئیلؑ نے آکر مجھسے کہا کہ اس لڑکے کو تمھاری امت قتل کریگی اور اسکی مقتل کی خاک سرخ مجھے لاکر دکھادی روایت کی اسحق ابن راہویہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کیوقت سو رہے اسمین یکایک جاگ اوٹھی نہایت غمناک اور آبدیدہ اور آپکے ہاتھ پر سرخ خاک تھی کہ اوسکو اوچھال رہی تھے مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھکو خبر دی کہ یہ لڑکا یعنی حسینؑ زمین عراق مین شہید ہوگا اور یہ خاک سرخ اوسی مقام کی ہے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی اور ابو نعیم نے انسؓ سے کہ ایک مرتبہ اجازت چاہی فرشتہ موکل باران نے اپنے خدائے برتر سے کہ حاضر ہو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اور اللہ نے اوسکو رخصت دی کہ جاوہ فرشتہ آن حضرت کی پاس آیا اتنے مین امام حسینؑ بھی آپ کے پاس پہونچے اور دوڑی آن حضرت کے کندہون پر جا چڑھے وہ فرشتہ بولا کہ یا حضرت آپ انکو بہت پیار کرتی ہین آپنے فرمایا کہ ہان اوس فرشتہ نے کہا کہ آپ کی امت اس لڑکے کو شہید کریگی اور تم اگر چاہو تو تمکو وہ مکان بھی دکھادون جہان یہ شہید ہوگا پس اوسنے یہ کہکر ایک ہاتھ اپنا مارا اور تھوڑی سی خاک سرخ آنحضرت کو لاکر دکھادی حضرت ام سلمہ نے اوس خاک کو لیکر ایک کپڑے مین باندہ رکھا راوی کہتا ہے کہ مین نے اس بات کو سنا تھا کہ امام حسینؑ

میری قتل کرے اس میرے لڑکے کو یعنے حضرت امام حسینؑ کو اور خاک سرخ
اوسکے مقتل کی مجکو لاکر دکھادی اور روایت کی امام احمد نے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک روز آیا ایک فرشتہ میرے پاس کہ وہ کبھی نہین
آیا تھا قبل اسکے اور مجھ سے کہا کہ یہ تیری لڑکی کا جو لڑکا ہے یعنی حسینؑ وہ شہید
کیا جائیگا اور تم چاہو تو مین خاک اوس زمین کی جہان یہ شہید ہوگا تمہین لاکر
دکھادون پس لے آیا وہ فرشتہ تھوڑی سی خاک سرخ اور روایت کیا اس
حدیث کو بغوی نے اپنی کتاب معجم مین انسؓ سے کہ ایک روز اجازت مانگی ایک
فرشتہ نے کہ جو موکل بارش ہے اپنے خدای عزوجل سے کہ مین چاہتا ہون کہ زیارت
کرون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آنحضرت اوسوقت حضرت ام سلمہؓ کے
گھر مین تھے آپ نے حضرت ام سلمہ سے ارشاد کیا کہ دروازہ بند کرو اور یہان کوئی آنے نپاوے
حضرت ام سلمہؓ حسب ارشاد رسالتؐ پناہ دروازہ پر بطور نگہبان جا بیٹھین اتنے مین حضرت
امام حسینؑ آئے اور بزور گھسگئے ام سلمہ کا منع کرنا نہ مانا اور وہ بھی بسبب فرط محبت کے
روک نہ سکین کہ یہ رونے لگین گے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اونکو گود مین بٹھالیا اور انکا منھ چومنے لگے پس وہ فرشتہ بولا کہ یا حضرت آپ اس
لڑکے کو بہت چاہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہان وہ کہنے لگا کہ قریب ہی کہ تمہاری
امت اس تمہارے لڑکے کو قتل کرڈالے گی اور تم چاہو تو مین تمکو وہ مکان
بھی دکھادون جہان یہ شہید ہوگا پس وہ تھوڑی سی خاک سرخ لے آیا و خاک
حضرت ام سلمہؓ نے اپنے کپڑے مین باندہ رکہی راوی کہ نام اوسکا ثابت ہی کہتا ہے
کہ بیشبہہ وہ مٹی کربلا کی تھی اور اس حدیث کو ابوحاتم نے اپنی صحیح مین اور امام احمد نے

کسیکو ان احادیث مین کسیطرح کا کلام اور شبہہ نہین ہے لمؤلفہ نظم

یہ حدیثین مستند ہین انکو اے یار سنو
دل کو اپنے تم غم حسنین سے محزون کرو

یہ بیان وہ ہے سنا جسنے نہ آئی اوسکو تاب
فرط غم سے ہوگیا سینہ جگر اوسکا کباب

پتھرون کا دل بھی اس مضمون سے ہی پانی ہوا
جو غم حسنین مین رویا وہ لاثانی ہوا

گر غم شبیر اپنے قبر مین لے جاؤ گے
بعد مرنیکے مزار ونے کا اپنے پاؤ گے

جیتے جی دنیا مین اس غم سے رہیگا جو ملول
ہاتھہ مین محشر کو ہوگا دامن آل رسول

جناب شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ سر الشہادتین مین کہ جسکی شرح تحریر الشہادتین اور اوسکا ترجمہ اردو بہ تقریر الشہادتین ہے یون فرماتے ہین کہ بالتحقیق خبر دینا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس واقعہ شہادت سے بواسطہ وحی زبان حضرت جبرئیلؑ اور ملائکہ کے بھی زبان سے مشہور اور متواتر ہی یعنی جو حدیثین کہ اس واقعہ کربلا کے باب مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کین وہ نہایت مشہور اور متواتر اور صحیح ہین از انجملہ یہ ہے کہ روایت کی طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بہ تحقیق فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر دی مجکو جبرئیلؑ نے اس بات کی کہ یہ لڑکا میرا جو حسینؑ ہے شہید کیا جائیگا بعد میرے زمین طف مین اور لاکر دکھائی مجکو مٹی اوس جگھہ کی اور کہا کہ یہ خاک اُنکے مرقد کی ہے طف بالفتح اور تشدید نام ایک جگھہ کا ہے قریب کوفے کے اور اب اوسکو کربلا کہتے ہین اور روایت کی اس حدیث کی ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے کہ بہ تحقیق فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور یہ خبر دی مجکو کہ قریب ہے کہ امت

حقیقت حال یہ ہی کہ بیان وقعہ کربلا اور شرح مصایب جناب سید الشہداؑ کا شمار و انتہا نہین ہے ملونقہ نظم

اس غم سے ہوا قلم جگر چاک	کرتے ہین جگر کو سب بشر چاک
اس غم سے ہی آسمان رویا	اس غم سے ہے سب جہان رویا
ہے کون جسے یہ غم نہین ہے	حسینؑ کا غم یہ کم نہین ہے
اس غم سے ملائکہ ہین مضطر	جنات ہین اس سے خاک بر سر
یہ غم تو ہے سب جگہہ سمایا	اس غم نے مقام سب مین پایا
محزون اس غم سے ہین بہائم	کرتے ہین غم حسینؑ دایم
جسکو یہ غم والم نہین ہے	حیوانون سے بس وہ کم نہین ہے
راحت جسکو ہو اپنی منظور	اس غم کو کرے نہ ایکدم دور
اس غم سے جو چور چور ہوگا	عقبے مین او سے سرور ہوگا
تمکو لازم ہے اے عزیزو	اس غم سے جدا نہ ایک دم ہو
حسینؑ کا غم نہین خوشی ہے	عقبی کے غمون سے مخلصی ہے
اس غم مین جو اپنی جان دے گا	شاباش او سے جہان دے گا
اللہ نے کی جسے ہدایت	ہے او سکے نصیب یہ سعادت
جب تک رہی تن مین جان سیفی	یہ غم رہے میہمان سیفی

اب آگے بیان اُن حدیثون کا جو بواسطہ حضرت جبرئیلؑ اور سوا اُنکے اور فرشتون کی زبان سے خبر شہادت جناب سید الشہدا علیہ الصلواۃ والثنا کی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی اور آن حضرت نے بیان فرمایا سنا چاہیے اور یہ حدیثین بالاتفاق نہایت صحیح اور مستند ہین

حسن خدمت سے اہل بیت کے ساتھہ پیش آیا اور اُنکو کمال اطاعت اور پاسداری سے
جیساکہ چاہیے مدینہ منورہ مین پہونچا دیا جب خبر مراجعت اہل بیت رسالت کی دیار شام
سے مدینہ منورہ مین پہونچی سب مہاجرین و انصار کی اولاد سب چھوٹے بڑے مدینہ
کی استقبال کو دوڑے اہل بیت نبوت سے جو ملاقات ہوئی اور اُنکا حال دیکھا گریہ
وزاری سے ایک ہنگامہ محشر برپا ہوگیا اور وہ شور و ولا تھا کہ جگر قلم اوسکی بیان سے
شق ہوا جاتا ہے لکھا ہے کہ جو حال اہل مدینہ کا بروز وفات حضرت سرور کاینات
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوا تھا وہی قیامت اوس دن بھی تھی کہ اہل بیتؑ شام سے
مدینہ مین پہونچے اور خصوصاً جو حال کہ حضرت ام سلمہؓ کا الم و غم مفرط سے ہوا تھا
وہ بیان نہین ہوسکتا کہ ایک ایک سے ملکر روتی تھین اور کلیجہ دیکھنے والون کا پھٹا جاتا تھا
آخر سب کو اوسی حالت سے روضۂ مبارک رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر
لیگئین اور وہان جاکر بہقدر روئین اور یہ حال سب کا ہوا کہ قریب تھا کہ کثرت غم و الم سے
طبقات زمین و آسمان شق ہوجائین اور زبان حال سے یہ فرماتی تھین لموفقہ نظم

یارسول اللہ ذرا دیکھو ہمارا حال زار	دشمنون کی ہاتھہ سے کیسے ہوے ہم دلفگار
جو مصیبت ہمپہ گذری کیا کرین اوسکا بیان	کوئی دنیا مین نہوگا اسطرح زار و نزار
قتل اعدا نے کیا کنبہ تمہارا سربسر	ظلم اعدا نے کیے آل نبی پر بیشمار
بدعتین وہ کین کہ دنیا مین کوئی کرتا نہین	کچھہ نہ سمجھے وہ نبوت کا ذرا عزو وقار
حال خستہ پر ہمارے اب نظر فرمائیے	کیا ہمارا حال ہے کیسا ہے ہمکو انتشار
جو رعب ایام اگر آنکھون سے اپنی دیکھتے	بیقراری سے ہماری تم بھی ہوتی اشکبار
کون باقی ہے جسے اپنا دکھائین حال ہم	پاس آتے ہین تمہارے یارسول کردگار

وہ بولا کہ ایک بات تو ہے کہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا جو خزانہ یزید مین کہا تھا
اوسکو مین نے نکال کر کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا حسن بصری بولے
کہ البتہ یہ کام باعث خوشنودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا ہوگا الغرض
اسیطرحکی روایتین بہت ہین مگر صحیح وہی قول اول ہے کہ سر مبارک آپکا مدینہ منورہ
جنۃ البقیع مین مدفون ہے منقول ہے کہ جب یزید علیہ ما یستحقہ نے اہل بیت رسالت
کو مدینہ کیطرف روانہ کیا نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر ان سب کو
بحفاظت مدینہ مین پہونچا دے چنانچہ حضرت امام زین العابدینؑ سب اہل بیتؑ کو لیکر
مدینہ منورہ کو روانہ ہوے اور یہ روانگی بھی خالی از ذلت نتھی چنانچہ ابن جوزی محدث
نے لکھا ہے کہ ابن زیاد شقی نے جو کچھ ظلم کہ اہل بیتؑ رسالت پر کیا اسکا تو کچھ تعجب نہین
کہ وہ شقی یزید پلید کا تابعدار تھا اور اوس بات پر مامور تھا مگر یزید پلید کی گمراہی اور شقاوت
سے البتہ تعجب ہے کہ اوس نابکار نے لکڑی لب و دندان حسینؑ پر ماری اور اہل بیت
رسالت کو شتران بے پردہ پر سوار کر کے بذلت و خواری مدینہ کیطرف بھیجا اور
منشار اسکا سوا اسکے اور کوئی نتھا کہ اوس لعین کے جی مین ایک کینہ ایام جاہلیت کا
کہ اوسکے اجداد جنگ بدر مین قتل ہوے تھے تھا اس سبب سے اوسنے کچھ پاس
اہل بیت رسالتؐ کا نہ کیا ورنہ یہ کیا بات تھی لازم تھا کہ سر مبارک کی تعظیم و تکریم کرتا
اور مراتب تکفین و تدفین بجالاتا اور اہل بیتؑ رسالتؐ کی ساتھ اخلاص سے پیش آتا
نیکی کرتا نہ یہ کہ ایسی بے ادبیان اور بدعتین کین عیاذاً باللہ من شرع الخائمۃ
القصہ جب نعمان بن بشیر بحکم یزید پلید اہل بیت کے پہونچانے پر مدینہ منورہ کو متعین ہوا
تو اوسکو اللہ نے ایک توفیق خیر عنایت کی کہ اثناے راہ مین وہ کمال آداب اور

محسن نقوی

قرآن مجید مین فرمائی ہے کہ قتل ایک مومن کا کرے اور وہ یہ آیت ہے
مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا اور اوس شقی نے ایسے
امیر المومنین ابن امیر المومنین کو قتل کیا سزا اسکی اللہ خوب جانتا ہی کہ کسقدر ہی
یہ ناپاک نو مستحق اوس بات کا ہے کہ لعنت سے کڑوڑ درجے زیادہ ہو اور اسکا
علم سوائے علام الغیوب کے بشر کو حاصل نہین ہو سکتا واللہ اعلم وعلمہ احکم
اب سنا چاہیے کہ دفن سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام مین اختلاف ہے
اور جو بات کہ بہ تحقیق ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ سر مبارک آپکا مدینہ منورہ جنۃ البقیع مین
مدفون ہے چنانچہ قرطبی نے لکھا ہے کہ یزید نے سر مبارک آپکا مدینہ مین بھیجا
اور اوسکو کفن دیکر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبر مبارک کی پاس دفن کیا اور
خلاصۃ الوفا مین روایت ہے کہ جسم مبارک جناب سید الشہدا علیہ السلام کا کربلای معلی مین
ہی اور سر مبارک مدینہ مین حضرت امام حسنؑ کی قبر کے پاس مدفون ہے اور جو مشہور ہے
کہ سر مبارک کربلا مین دفن ہوا اس روایت کی صحت ثابت نہین ہوتی اور بعضی
کہتے ہین کہ سر مبارک امام حسینؑ کا یزید کے خزانے مین تھا جب سلیمان
بن عبد الملک بادشاہ ہوا اور اوسکو خبر ہوئی تو اوسنے اوسمین خوشبو ملی اور کفن دیا
اور مسلمانون کے مقبرے مین دفن کر دیا لکھا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے ایک رات
خواب مین دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے حال پر التفات
فرماتے ہین اوسنے تعبیر اس خواب کی حسن بصری سے پوچھی اونہون نے کہا کہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھ کسی طرح کا احسان تیرے ہاتھ سے اہل بیت کے حق مین ہوا ہے

امام حسین علیہ السلام سے بہت خوش ہوا اور اوسکی آمر ہونمین کچھہ شک
نہین اوسنے حکم قتل ضرور دیا تھا اور وہ بدل اس بات پر راضی تھا کہ حسینؑ
قتل ہون چنانچہ مذہب مختار جمہور اہل سنت وجماعت کا یہی ہی اور یہ بات
کتب معتمدہ سے مثل مفتاح النجاۃ مرزا محمد بدخشی اور مناقب السادات مالک العلماء قاضی
شہاب الدین دولت آبادی اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور تکمیل الایمان
شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور سوا انکی اور کتابون سے بھی ثابت ہے اسواسطے لعن اوس
ملعون کی دلائل وبراہین ساطعہ سے ثابت کی ہے جناب مولانا دام ظلہم
اس مقام مین فرماتے ہین کہ مذاہب راقم الحروف اور جو کہ میرے اساتذہ صوری
ومعنوی ہین اُن سب کا یہی ہے کہ یزید پلید آمر اور راضی اور مستبشر امام حسین علیہ السلام
کے قتل پر تھا اور اسی سبب سے وہ پلید مستحق لعنت ابدی اور عذاب سرمدی
کا ہوا اور اگر اس امر مین غور کیجیے تو اوس ملعون کے حق مین فقط لعنت اور
لعن پر اکتفا کرنا نہ چاہیے اوس سے یہ ایسا گناہ عظیم ہوا ہے کہ اس گناہ شدید
کی حقیقت منتقم حقیقی خوب جانتا ہے اور تایید اس بات کی کلام جناب شاہ صاحب
صاحب تحفہ اثنا عشریہ قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے کہ اونھون نے رسالہ
حسن العقیدۃ کے حاشیہ مین کلمہ علیہ ما یستحقہ پر تعلیق فرمائی ہی یعنی فرماتے ہین کہ یہ کلمہ
علیہ ما یستحقہ یزید کی حق مین کنایہ ہے لعنت سے اور اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرَاحَۃِ
قواعد مشہورۂ عربیہ سے ہے کیا معنے کہ جو بات اس کلمے مین پائی جاتی ہے وہ فقط
لعنت مین نہین ہے اور حق یہ ہے کہ اوس پلید کے حق مین فقط لعنت پر
اکتفا کرنا زیبا نہین اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے لعنت تو فقط اوس شخص پر

حضرت زین العابدؑ کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے حاضرین بولے کہ یہ علیؑ ابن حسینؑ لڑکا حسینؑ ابن علیؑ کا ہے کہنے لگا کہ مین نے سنا تھا کہ علی ابن حسین قتل ہوگیا لوگ بولے کہ حسینؑ کے تین لڑکے تھے علی اکبرؑ اور علی اوسطؑ اور علی اصغرؑ علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ تو شہید ہوے یہ علی اوسطؑ بیمار تھے سو اسطے انکو قید کر لائے اسپر یزید بولا کہ اے لڑکے کچھ جانتا ہے کہ تیرا باپ یہ چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر بیٹھے اور اوسکے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھا جائے باری خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے یزید یہ تو بتلا کہ یہ منبر ہمارے آبا و اجداد نے مقرر کئے ہین یا تیرے باپ دادا نے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان مین ہے کہ جنھون نے دشمنان خدا سے جہاد کیا اور کفار اور مشرکین کو قتل کیا اور مسلمان کیا یا تیرے گھرانے مین کہ ہمیشہ سے باپ دادا تیرے شرک اور کفر کرتے رہے صبر کر کچھ دو نہین ہے روز حشر کو یہ معاملہ فیصل ہوگا اور داد ہماری اللہ کے ہاتھ ہے تو نے نہین سنا کہ خدا تعالی شانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ بہت قریب ہے کہ جانینگے وہ شخص کہ جنھون نے ظلم کیا کہ کس کروٹ سے وہ کروٹ دئے جائینگے یکلکر کلام کو ختم فرمایا پھر یزید شقی نے حکم دیا کہ سر مبارک کو اور جو سر ہین اُن سبکو دروازہ مین دمشق کے لٹکا دو چنانچہ لکھا ہے کہ تین روز سر مبارک جناب سید الشہداؑ کا دروازہ دمشق پر لٹکا رہا اور بعد تین روز کے اوس پلید نے حکم دیا کہ اہل بیت رسالت کو مع سرہاے شہدا مدینہ منورہ مین پہونچا دو اب سمجھا چاہئے کہ روایات متعددہ صحیحہ سے ثابت اور متحقق ہے کہ یزید پلید بے شبہہ قتل

اوسکی زیارت کو جاتی ہین اور جواہرات اور موتی اور بہت سی قسم کی چیزین تحفہ
تحفہ بطریق نذر لیجاتے ہین اور اوسکی بہت سی تعظیم کرتی ہین جسطرح کہ تم لوگ
خانہ کعبہ کی بزرگی کرتے ہو اور اوسکا آداب بجالاتی ہو حیف کہ تمنے اپنی فرزند
نبی کو مارا اور اوسکی ذریت کو قید کیا اور ایسی ایسی تکلیفین دین تملوگ اچھی آدمی نہین ہو
یزید کہنے لگا کہ مجبور ہون تو قیصر روم کا قاصد ہے اوسکی مروت اور پاس مجھی مانع
ہی نہین تو ابھی تجکو قتل کروا تا اوسنے کہا کہ ای بیدین تجھی شرم نہین آتی کہ تو
قیصر روم کا تو پاس کرے اور اولاد رسول خدا کا تجکو ذرا لحاظ نہو غرض کہ یزید بیحیا
معقول ہو کر چپ ہا اور اسیران اہل بیت کیطرف متوجہ ہو کر حضرت زینب اور کلثوم
اور امام زین العابدین کو نزدیک بلایا جسوقت کہ نظر حضرت زینب کی سر مبارک حضرت امام حسین
پر پڑی بے اختیار ہو کر بہت روئین اور بڑی گریہ وزاری کی اور یزید سے کہنے لگین کہ سن
تو ای بدبخت تو نے اپنی عورتون کو پردہ مین بٹھایا اور دختران رسول خدا کو اسطرح سے
بے پردہ کیا کہ مجمع کثیر مین اپنے سامنے بلایا اور رسول خدا کا کچھ تو نے پاس نہ کیا
اہل بیت رسالت کہ جنکی حق مین یہ آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے اونکی ساتھ تو نے یہ معاملہ کیا
قیامت کے دن اس کا کیا جواب دیگا یزید نے پوچھا کہ یہ کون عورت ہی لوگون
نے کہا کہ یہ زینب حسین کی بہن اور فاطمہ زہرا کی لڑکی ہے بعد اسکے ام کلثوم سر
مبارک سے لپٹ کر بہت سا روئین یہان تک کہ بیہوش ہو گئین جب ہوش آیا یزید کے
حق مین بد دعا کی کہ ای یزید تیرا دین و دنیا مین برا ہو اور تو اپنی زندگی سے متمتع نہو
جیسا تو نے ہمارے ساتھ کیا آخرت مین اسکی سزا ملیگی اور اپنا حال تو وہان دیکھنا کہ
کیا ہوگا یزید نے پوچھا کہ شاید یہ بھی حسین کی بہن ہی لوگون نے کہا کہ ہان پھر

اسطرح سے قتل کیا یہ کھکر اوسکی مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور روایت ہی
کہ ایک سوداگر یہودی اوسوقت اوس مجلس مین حاضر تھا اوسنے جو سر مبارک حضرت
امام حسین علیہ السلام کا دیکھا پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ اوس شخص کا سر ہے
کہ جسنے میرے ساتھہ دعوی مخالفت اور مقابلہ ہمسری کیا تھا وہ یہودی بولا کہ
معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص اپنی قوم کا بڑا شریف تھا کہ اوسکو یہ حوصلہ تھا یزید نے کہا
کہ ہان شرفای بنی ہاشم سے تھا یہودی نے پوچھا کہ اس صاحب سر کا نام کیا تھا
اور اوسکی ماں باپ کون تھے یزید بولا کہ اس شخص کا نام حسینؑ اور اوسکی باپ کا نام علیؑ
ابن ابیطالب اور اسکی ماں کا نام فاطمہؑ یہودی نے کہا کہ فاطمہ کسکی لڑکی تھی یزید
نے کہا کہ لڑکی محمدؐ رسول اللہ کی یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ یہ تمھاری نبی کی لڑکی
کے لڑکی کا سر ہے یزید نے کہا ہان یہودی یہ سنکر متعجب ہوا اور بہت افسوس کرکے کہا کہ
ای یزید مجھ مین اور حضرت داؤد پیغمبر مین شصت پشت کا فاصلہ ہے مین اونکی اولاد
مین مشہور رہون جتنے یہود ہین ابتک میری تعظیم و تکریم ایسی کرتے ہین کہ مین
کچھہ کہہ نہین سکتا اور کمال لطف و مدارات سے پیش آتے ہین اور تمھارا نبی کل کی بات
ہی کہ اس جہان سے اوٹھا ہے اور آج تمنے اوسکی اولاد خاص کے ساتھہ
معاملہ کیا کہ کسی نے ایسا واقعہ نہ آنکھون سے دیکھا ہوگا نہ کانون سے سنا
ہوگا افسوس کہ تم بہت برے لوگ ہو تم سے خدا کی پناہ لکھا ہے کہ جسوقت یزید
پلید سر مبارک جناب سید الشہداؑ کے ساتھہ بی ادبیان کر رہا تھا اوسوقت
حسب اتفاق قیصر روم کا قاصد بھی کسی تقریب سے اوسکی مجلس مین حاضر تھا وہ بولا کہ ای
یزید ہملوگ نصاری ہین اگر کسی جزیرہ مین نشان سم خر عیسی علیہ السلام کا پاتے ہین تو ہر سال

لیت اشیاخی ببدر شہدوا پڑہتا تھا اور کمال سرور تفاخر سے
اکڑتا تھا اور ایک لکڑی درخت خیزران کی کہ ملک شام مین وہ درخت بہت پیدا
ہوتا ہے وہ اوسکے ہاتھہ مین تھی اوسکو لب و دندان جناب سید الشہدا علیہ السلام
پر مارتا تھا اور بدبخت کہتا تھا کہ ای ابا عبداللہؑ مجھے یہ گمان نہتا کہ تمہارا اتنا سن ہوا
اور بال تمہارے خضاب سے محفوظ رہین مناقب السادات مین منقول ہے
کہ جسوقت سر مبارک امام حسین علیہ السلام یزید پلید کے آگے رکھے گئے وہ بدبخت
شراب پی رہا تھا سر مبارک کو دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور بہت سی اہانت کی
جب یہ حال بعض صحابہ رسول خدا نے سنا روتے ہوئے دوڑے اور اوس پلید سے
کہا کہ ای ملعون یہ کیا کرتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اوس شقی نے اون سبکو قتل کرایا
لکھا ہے کہ سات صحابہ کو اوس دن قتل کیا روایت ہے کہ سمرہ بن جندب صحابی
رسول خدا کی اوسوقت اوسکی مجلس مین حاضر تھے اونہون نے جب بی ادبی یزید پلید
کی دیکھی کہ خیزران کی لکڑی آپ کے لب و دندان پر مارتا ہے بے اختیارانہ اونسے
ضبط نہو سکا اور یزید پلید سے مخاطب ہوکر کہا کہ قطع اللہ یدیک یعنی
ای یزید اللہ تیرے ہاتھہ کاٹے یہ کیا حرکت ناشایستہ کرتا ہے کہ لب و دندان
حسینؑ کہ بوسہ گاہ رسول مقبول تھے اونکے ساتھہ تو ایسی بی ادبی کرتا ہے یزید پلید نے
غصہ ہوکر کہا کہ ای سمرہؓ اگر تو صحابی نہوتا اور یہ شرف صحبت رسول خدا کا اسوقت
مانع نہ آتا تو مین بیشک تیری گردن مارتا سمرہؓ نے کہا سبحان اللہ میری مروت تو فقط
بشرف صحابت رسول خدا کی کرتا ہے اور اونکے جگر گوشگان خاص سے ایسا معاملہ کیا
کہ کوئی کافر کسی ادنی مسلمان سے نہین کرتا ہے کہ تو نے امیر المومنینؑ ابن امیر المومنینؑ کو

پھر ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ ان سب کو قید خانہ مین لیجاؤ زید بن ارقم سے
روایت ہے کہ جسوقت سر امام حسین علیہ السلام کا نیزہ پر کوفہ مین آیا اور
میرے گھر کے پاس ہوکر نکلا مین اپنے دروازہ مین بیٹھا تھا جبکہ میرے مقابل
آیا تو مین نے سنا کہ سر مبارک نے اس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جس وقت مین نے
یہ آیت آپ کی سر مبارک کی زبان سے سنی واللہ کہ میرے تمام
بدن پہ بال کھڑے ہو گئے اور مین نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ سچ ہی
آپکا معاملہ قصہ اصحاب کہف سے بھی عجیب تر ہے بعد اسکے ابن زیاد شقی نے سر
مبارک جناب سید الشہداء مع اہل بیت نبوت اور رسالت شمر ذی الجوشن شقی
کے ساتھ دمشق کو یزید کی پاس روانہ کیا قافلہ اہل بیت کا شتران بی پردہ پر سوار
اور سر مبارک حضرت امام حسین اور سب شہیدون کا سر بر سر نیزہ جس شہر و دیار مین
کہ پہونچتا اور جو دیکھتا صدای واویلا و مصیبتا کی زمین سے آسمان تک پہونچتی الغرض
بعد قطع منازل و طی مسافت کے اہلحرم با حال پریشان دمشق مین پہونچے جب کہ
یزید پلید کو خبر ہوئی اوسنے اپنے مکان کو آرایش سے خوب درست کیا اور سب عظماء
شام حاضر ہوے اوسوقت یزید نے حکم دیا کہ اسیران اہل بیت کو حاضر کرو سب حرم
محترم مع سرہای شہداء کربلا اوسکے روبرو گئے یزید نے ایک ایک کا سر دیکھا اور حال
سر کا پوچھنا شروع کیا شمر شقی نے سر مبارک جناب سید الشہداء کو اوسکے آگے رکھکر باجرا
جنگ و جدال افتخار بیان کیا وہ بدبخت معاملہ کربلا کو سنتا جاتا تھا اور خوشی ہوتا تھا
اور اشعار ابن الزبعری شاعر کے کہ اوسمین کا ایک مصرعہ یہ ہے

صبر کی داد دیوے اس بات سے ابن زیاد شقی برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ تبک
انکو اسقدر حمیت باقی رہی چاہا کہ کچھہ اذیت دے اسمین لوگون نے کہا کہ عورتونکی
کہنے کا کیا اعتبار ہے جانی دے درگذر کر بعد اسکے جب اوسکی نظر امام زین العابدین
پر پڑی پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہے اور کون ہے کہا کہ علیؑ بن حسن اسی کا نام ہے حکم دیا
کہ اسکو بھی قتل کرو مجکو یہ نہین منظور ہے کہ اولاد فاطمہؑ مین سے ایک شخص
بھی زندہ رہے کوتوال نے قصد کیا کہ امام زین العابدین کو باہر لیجا کر شہید
کر ڈالے حضرت زینب نے اونکو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر مارنا ہے تو ہم سبکو مار ڈال
فقط ایک شخص ہم لوگو مین مرد کی صورت بچا ہے اگر اوسکو بھی مار ڈالوگی تو ہم سب
عورتین بیحرم رہجائینگی ابن زیاد حضرت زینب کے کلام سے کانپ گیا اور درگذر کر قتل
زین العابدین سے باز رہا لکھا ہے کہ جب اہل بیت رسالت باینحال پریشان ناتوان و
گریان کوفہ مین پہونچے تو اہل کوفہ انکا حال ایسا دیکھکر بہت متاسف ہوئے اور رونے لگے
حضرت ام کلثوم نے کہا کہ ای مردم کوفہ اب کیون روتے ہو یہ جو کچھہ ہوا تمھارے ہی
ہاتھون سے ہوا پھر روتے ہو اور اشعار درد آمیز اپنی زبان سے ارشاد فرمائی ترجمہ انکا یہ ہے لمؤلفہ

محمدِ عربی کو جواب کیا دوگے — جو وہ سوال کرینگے کہو بروز جزا
کہ بعد میرے مری اہل بیت سے تمنے — ذرا بتاؤ کہ کس طرح کا سلوک کیا
بھلا کہو تو کہ اسلام کی یہی تھی شان — کہ بھوکا پیاسا مرے اہل بیت کو مارا
حسین کو مرے کسطرحکی اذیت دی — کہ اوسکی خنجر بیداد حلق پر پھیرا
عوض یہ اوسکا ہی مین نے تمھین ہدایت کی — دکھائی مین نے تمھین دوستی سے راہ خدا
تم اپنے دل مین تو اس بات کا کرو انصاف — کہ میرے ساتھ مناسب یہ تمکو کرنا تھا

ای بار خدا مین ان دونون کو تجھے اور تیرے بندگان صالح کو امانت سونپتا ہون
ای ابن زیاد یہ بتا کہ تونے اس امانت رسولؐ خدا کے ساتھ کیا کیا پھر کہا کہ اے
دشمنان آل نبیؐ تم سے خدا اور رسول ہرگز خوش نہین ہے کہ تمنے لخت جگر فاطمہؑ
زہرا کو قتل کیا اور ابن مرجانہ یعنے ابن زیاد کو اپنا امیر مقرر کیا یہ کھکر اوس مجلس سے
روتی ہوے اپنے گھر گئے لکھا ہی کہ اس حال مین ابن زیاد شقی منبر پر چڑہا اور خطبہ
پڑہا اور کہا کہ شکر خدا کا کہ اوسنے جو بات حق تھی وہ ظاہر کی یعنی یزید پلید اور اوسکی لشکر کو
فتح دی اور امام حسینؑ کہ بر سر باطل تھے انکو قتل کرایا اور اسطرح کے بہت سی کلمہ کفر یہ
بیہودہ بکنے لگا اوسکے سنے سے عبداللہ بن عفیف کہ مرد صالح اور مسلمان تھے اونسے
ضبط نہو سکا وہ کھڑے ہوگئے اور کہا کہ ای دشمن خدا اور ای عدو مصطفی تو جھوٹا
اور تیرا باپ جھوٹا اور جسنے تجکو حاکم کیا وہ جھوٹا وای بر حال تو کہ تونے اولاد پیغمبر کو
قتل کیا اور اہل بیت رسالت کو ذلت اور یہ منبر کہ مقام نیک مردون کا ہے اوسپر
چڑھکر ایسی کفر کی باتین بکتا ہے اور تجکو خدا اور رسولؐ سے شرم نہین آتی کہ ایسا صریح
جھوٹ بک رہا ہے ایک روایت مین آیا ہے کہ جب اسیران اہل بیت ابن زیاد شقی
کے سامنے آئے وہ ناپاک اپنی زبان مین بولا کہ شکر خدا کہ ہمارے دشمنون کو سختی دی
اور مصیبت و بلا مین گرفتار کیا حضرت ام کلثومؑ نے جواب دیا کہ شکر خدا کا کہ اوسنے
ہمکو اہل بیت رسالت اور نبوتؐ بنایا اور بہ طفیل محمدؐ ہمکو بزرگی دی اور ہمارے
حق مین آیہ تطہیر نازل فرمائی پھر ابن زیاد نے کہا کہ تم نے قدرت خدا کی دیکھی
کہ اوسنے کیا کیا حضرت ام کلثومؑ نے جواب دیا کہ خاطر جمع رکھہ بہت قریب ہی
کہ اللہ تعالی ہم تم سب کو معرکہ حشر مین جمع کرے اور تمھارے ظلم اور ہماری

خوب آراستہ کیا اور بار عام کرکے وضیع و شریف کوفہ کو اجازت عام دی کہ
آج سب چھوٹے بڑے حاضر ہون اوس شقی کی مجلس مین ایک مجمع عظیم ہوا اور قاضی
اور ادانی کوفہ کے جمع ہوکر آئے اوس وقت بدبخت نے حکم دیا کہ پہلے شہیدون کے سر
مع صبایای اہل بیت تمام کوفہ مین کوچہ بکوچہ اور دربدر پھراو بعد اسکے میرے سامنے
لاؤ اشقیای بدنہاد نے سر شہدا کربلا کے نیزہ پر اور بندیان اہل بیت کو بہیت
کذائی تمام کوفہ مین پھراکر اوس شقی ناپاک کے آگے لائے جبکہ سر مبارک حضرت
امام حسین علیہ السلام کا اوسنے دیکھا بدبخت بہت خوش ہوا اور ہنسا اور ایک
لکڑی اوسکے ہاتھ مین تھی وہ آپ کے لب و دندان مبارک پر مارتا تھا اور واہیات
بکتا تھا لکھا ہے کہ زید بن ارقم ایک شخص تھے صحابہ کبار مین وہ اتفاقاً اوس
مجلس مین حاضر تھے جب اونہون نے ایسی بے ادبی اوس شقی کی دیکھی اور تو کچھ
اختیار اُنکا نہا مگر یہ کہ خوب روئے اور اوس بدبخت سے کہا کہ اے بیدین
یہ کیا کرتا ہے خبردار اس لکڑی کو لب و دندان حسینؑ پر پھر نہ مارنا قسم خدا کی کہ
مین نے بارہا بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان حسنینؑ کو
چوما کرتے تھے اور پیار فرماتے تھے جب ابن زیاد شقی نے زید بن ارقم کو روتے دیکھا اور
انکی زبان سے یہ بات سنی کہنے لگا کہ ای زید بن ارقم اگر تو بوڑھا نہوتا تو مین تیری بھی
گردن مارتا زید بن ارقم بولے کہ ای ابن زیاد مین ایک بات اس سے بڑھکر کہتا ہون
کہ اوسکے سننے سے تو اپنے غصہ مین جلکر کباب ہوجائے وہ یہ ہے کہ ایک روز مین نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آن حضرتؐ نے امام حسنؑ کو اپنی داہنی ران
پر اور امام حسینؑ کو بائین پر بٹھایا اور اُنکے سرون پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ

سکینہؑ کی مان کا نام رباب لڑکی امرء القیس بن عیسی کی کہ بنی کلب سی تھی اور حضرت
امام حسین علیہ السلام بہ نسبت اپنی اور بی بیون کی اونکو زیادہ تر چاہتی تھی اور اونسے
بہت مانوس تھے اور آپ کی نزدیک اونکی عزت اور وقعت بہت تھی چنانچہ اس باب
مین آپ نے ایک شعر بھی ارشاد کیا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے لمؤلفہ ؎
اوس جگہہ کو دوست رکھتا ہون مجھی اپنی قسم ٭ جسجگہ پر اوترین یہ دونون سکینہ اور رباب
اور حضرت فاطمہ صغری بڑی صاحبزادی آپکی اونکی مان کا نام ام اسحاق حضرت
طلحہؓ کی کہ عشرہ مبشرہ مین جنکا شمار ہے اور حضرت امام باقر اوسوقت مین
چار برس کے تھے واقعہ کربلا سے قبل چار برس سنہ ستاون ہجری مین اونکا تولد
ہی اور کربلا مین حضرت امام حسینؑ کے ساتھہ فقط دو بیبیان آپکی تھین ایک
شہربانو اور دوسری علی اصغر کی مان اور باقی ازواج حضرت کا حال معلوم نہین کہ
اوس حالت مین زندہ تھین یا وفات پا چکی تھین فقط ختم ہوا کلام شاہ صاحب کا
جو رسالہ سر الشہادتین سی خارج یہان ثبت ہوا ہی پوشیدہ نرہی کہ شہادت سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کی عاشورہ کے دن سال ایکسٹھہ ۶۱ ہجری مین بروز جمعہ بعد زوال
آفتاب دشت کربلا مین واقع ہوئی اور عمر شریف آپکی چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن
کی تھی اس حساب سی کہ ولادت باسعادت آپ کی پنجم شعبان سنہ چار ہجری مین ہے
اور روایت صحیح و معتمد بھی ہے القصہ بعد اسکے جب سر شہدای کربلا اور اہل بیت
رسالت مقید ہوکر ابن زیاد کے پاس کوفہ مین آگئے اور اوس شقی نی جو ظلم کیی
انکو سنا چاہیی کتب سیر و اخبار مین لکھا ہے کہ جب اہل بیت نبوت شہدای کربلا کے
سرون کی ساتھہ کوفہ مین پہونچے اور ابن زیاد شقی کو خبر دی اوسنی اپنے مکان حاکم نشین کو

تین صاحبزادی تھے ایک علی اوسط بن امام حسین وہ اوس ایام مین بیمار تھے
اور علی اکبر اونکی بائیس برس کی عمر تھی لڑکر شہید ہوئے اور تیسرے صاحبزادے
اونکی نام مین اختلاف ہے بعضے عبد اللہ کہتے ہین علی اصغر وہ بھی شہید ہوئے مگر
شیر خوار تھے تعین مدت عمر کی بالتحقیق معلوم نہین اور اُنکے شہید ہونیکی یہ وجہ ہے
کہ جب انکا حال پیاس سے متغیر ہوا حضرت نے اُن کو اپنی گود مین لیکر زبان مبارک
اُنکی منھ مین دی کہ تسکین ہو جائے اور یہ معجزہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ابتک جاری تھا اتنے مین کسی بدبخت کا تیر علی اصغر کی حلق پر لگا اور کنار
پدر مین شہید ہوئے اور ایک صاحبزادی آپ کی جنکا نام سکینہ تھا اور حضرت قاسم
کی ساتھ منسوب تھین سات برس کی عمر تھی وہ آپکے ساتھ تھین روایت اُنکی نکاح
کی حضرت قاسم کے ساتھ فریقین کے نزدیک صحیح نہین محض غلط ہے اوسوقت مین
ایسے کام کی فرصت کہان تھی اور جو یہ مشہور ہے کہ حضرت سکینہ نے دیار شام مین وفات پائی
یہ بھی سراسر غلط ہے وہ اہل بیت رسالت کے ساتھ دیار شام سے مدینہ مین آئین
اور مصعب بن زبیر کے ساتھ اونکا نکاح ہوا اور بڑی صاحبزادی آپ کی کہ
جنکا نام فاطمہ صغری تھا وہ اپنے شوہر کے ساتھ کہ حسن مثنی اُنکا نام تھا اور
حضرت امام حسنؑ کے صاحبزادے تھے وہین مدینہ مین رہی تھے جناب سید الشہدا کی ساتھ
کربلای معلے مین نہین آئے اور حضرت امام زین العابدین کی مانکا نام شہر بانو ملقب بشاہ
زنان لڑکی یزدجرد بن خسرو پرویز بن نوشیروان اور علی اکبر کے اُن کا نام لیلی بن
ابی مرہ بن ابی عروہ بن ہرمز بن مسعود کی لڑکی جو سرور قبیلہ بنی ثقیف کے تھے اور علی اصغر کی
مان کا نام یاد نہین کہ کیا تھا اسقدر معلوم ہے کہ قوم عرب اور نسل بنی قضاعہ سے تھین اور

کہ بیٹا صبر کرو تم یادگار رسول خدا اور بقیہ آل عبا ہو اگر تم بھی شہید ہو جاؤگی تو نسل
رسول خدا کی بالکل منقطع ہو جائیگی تم ہرگز یہ قصد نکرو اور صبر و شکر مین مصروف رہو
ابھی تمکو بڑے بڑے معاملہ دیکھنا ہین تمہیر کیا کیا نہ گذریگی خبردار ایسا نہو کہ تمہاری ثابت قدمی
مین کسیطرح کی لغزش آنے پائے بیٹا صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا فرمایا اور امام
زین العابدین کو پھر خیمہ حرم محترم مین رخصت کیا اب جاننا چاہیے کہ اولاد شریف امام حسین
علیہ السلام مین اختلاف ہے ابن جوزی محدث اپنی کتاب صفوۃ الصفوۃ مین لکھتے ہین
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین لڑکے تھے علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ اور جعفرؑ اور
دو صاحبزادیان فاطمہ اور سکینہ اور ابن الاخضر نے معالم العترۃ مین لکھا ہے کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام کے چار لڑکے اور تین صاحبزادیان اُن تین صاحبزادون پر عبداللہ
کو زیادہ کیا ہے اور حافظ محب الدین ابو العباس نے ذخائر العقبی مین نقل کیا ہے
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھ لڑکے اور تین صاحبزادیان تھین علی اوسطؑ اور محمدؑ
کو زیادہ کیا اور صاحبزادی کا نام زینب لکھا اور بعض کے نزدیک علی اصغر حضرت
امام زین العابدین کا لقب ہے اور بعضے انکو علی اوسط بھی لکھتے ہین اور محمدؑ اور جعفر کا
حال معلوم نہین شاید کہ قبل از بلوغ وفات کر گئے ہون اور آپکی صاحبزادون مین
سے فقط علی زین العابدین معرکہ کربلا مین زندہ بچے تھے جناب کبریا نے اونکی اولاد مین
اسقدر برکت دی کہ تمام زمانہ سادات سے بھرا ہوا ہے اور قیامت تک تمام
عالم آپ کی اولاد سے خالی نہوگا اور یہ فیض و برکت روز حشر تک دنیا مین جاری
رہیگا جناب علامہ شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی بعض تصنیفات
مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا مین تشریف لائے آپ کی ساتھ

اور باقی شہیدون کو یعنی حضرت کے انصار و اصحاب کو الگ قبر مین دفن کردیا اب نام
انکا جو عزیزان خاص جناب سید الشہدا کے معرکہ کربلا مین آپ کے ساتھ شہید ہوئے
سن لیا چاہیے اور مینہہ آنسوؤن کا چشم ترسی برسایئے یعنی پانچ بھائی حضرت امام حسن
کی حضرت عباس اور عثمان اور محمدؐ اور عبد اللہ اور جعفر فرزندان جناب حیدر کرار اور
تین بھتیجے آپکے حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی قاسم اور عبد اللہ اور عمر اور
بعض کی نزدیک چوتھے بیٹے بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی کہ اونکا نام ابو بکر تھا وہ بھی
کربلا مین شہید ہوئے اور دو صاحبزادی حضرت کے ایک علی اکبر اور دوسرے عبد اللہ
کہ بالفعل اونکا نام علی اصغر مشہور ہے حضرت علی اکبر تو آپ کے سامنے لشکر کفار سے
لڑکر شہید ہوئے اور علی اصغر اونکا سن کم تھا شیر خوار تھے آپ اونکو گود مین لیے تھے
کہ ناگاہ تیر کسی بدبخت کا اونکے حلق پر لگا اور کنار پدر مین درجۂ شہادت پایا اور دو بھائی
آپکے محمدؐ اور عون بیٹے حضرت زینب اور عبد اللہ بن جعفر طیار کے اور تین بیٹے عقیل کے
عبد اللہ اور عبد الرحمن اور جعفر حضرت مسلم کے بھائی یہ سب سولہ یا سترہ آدمی خاصان اہلبیت
سے معرکہ کربلا مین جناب سید الشہدا کی ساتھ شہید ہوکر فردوس برین مین داخل ہوئے
اور سوا انکے اور اولاد مہاجرین و انصار کی بھی جو آپکے ساتھ شہید ہوئی اور حضرت
علی اوسط کہ جنکا نام امام زین العابدین ہے وہ اُن روزون بیمار تھے طاقت نشست
و برخاست بھی ان مین نتھی لکھا ہے کہ جب علی اکبر شہید ہوچکے حضرت امام زین العابدین
عصا تھام کر جناب سید الشہدا کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ یا حضرت اب میری
باری ہے مجکو اجازت دیجیے کہ مین بھی آپ کے روبرو اعدا سے مقابلہ کرکے درجہ
شہادت حاصل کرون اور اس دولت سی محروم نرہون جناب سید الشہدا نے فرمایا

اور سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا اور کئی سر شہدای کربلا کی اوسی روز تیرہ پر
رکھکر بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کی ساتھ ابن زیاد کی پاس کوفہ کو روانہ کیا لکھا ہے
کہ جب جناب سید الشہدا علیہ السلام شہید ہوئے تو اون شقیانی پہلے آپکا سر مبارک کاٹا
اور قیس بن اشعث نے آپکا پیراہن شریف اوتار لیا اور حبیب بن مدلج نے آپکی تلوار لی
اور شمر ابن سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ خیمہ حرم محترم کو لوٹ لو علی بن حسین یعنی حضرت
امام زین العابدینؑ اوس عرصہ مین بیمار تھے شمر شقی نے جو انکو دیکھا تو چاہا کہ اونکو
بھی قتل کرے ایک شخص نے اوس ناپاک کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای پیر چرم مسلمان آدمی
کفار کے لڑکونکو قتل نہین کرتے تو اس بیمار امیر المومنین کے لڑکے کو مارے ڈالتا ہے
ذرا تو خدا سے ڈر شمر بدبخت بولا کہ مجکو ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آل مصطفے سے
کوئی مرد زندہ نرہے اوسنے کہا کہ آخر یہ سب بیچارے ابن زیاد کی پاس جاتے
ہین وہ جو چاہیگا سو کریگا تجھے کیا ضرور ہے کہ اس لڑکے کو بھی قتل کر ڈالے
القصہ بعد اس ظلم و ستم کے اشقیای بیدین نے اہل حرم کو شتران بی پردہ پر سوار کر کے
اور حضرت امام زین العابدین کو ایک اونٹ پر بٹھا کر کوفہ کو روانہ ہوئے لکھا ہے
کہ بعد خاتمہ شہادت آل مصطفے کے ابن سعد نے ایکروز کربلا مین مقام کیا اور اوسکی
فوج کے لوگ جتنے فی النار و السقر ہوئے تھے انکو تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا اور کمبخت
ازلی نے شہدای کربلا کے لاشہای بے سر کی کچھ پروا نکی اور دوسری روز کوفہ کیطرف
مع فوج و لشکر کوچ کیا لکھا ہے کہ تین دن تک لاشے شہدای کربلا کے بے گور و کفن
پڑی رہے تیسری روز مردم عاضریہ کہ ایک قریہ ہے قریب کربلا کی خبر پاکر جسم مبارک
جناب سید الشہدا علیہ السلام کو ایک قبر مین اور شہدای بنی ہاشم کو علیحدہ آپکی پہلو مین

سنو بیان غم سبط مصطفے رؤو
سنو بیان غم شاہ کربلا رؤو

یہ غم وہ ہے کہ فلک جس سے خون رویا ہے
تمھین ضرور ہے اے صاحب عزا رؤو

رسولؐ روئے ہین اس غم سے مرتضیٰ روئے
بلند نالۂ محزون کرو زرا رؤو

وہ کون ہے کہ نہین اوسکا سینہ چاک ہوا
وہ کون دل ہے کہ اس سے نہین پٹپٹا رؤو

جو عمر نوح ملے رونے کو تو ہم روئین
کہ یہ الم نہین رکھتا ہے انتہا رؤو

جگر کو خون کرو اس غم سے دل کو پارہ کرو
ہزار دل سے کرو گریہ و بکا رؤو

یہ غم وہ ہے کہ جگر فاطمہؑ کا چاک ہوا
وہ آج تک ہین اسی غم مین مبتلا رؤو

جو ایک قطرہ بھی آنسو کا آنکھ سے نکلے
تو سمجھو ہو گئے مقبول کبریا رؤو

مصائب اہل حرم کے لکھون مین کیا سیفی
بس اسقدر یہ مین کرتا ہون اکتفا رؤو

راوی مؤلفہ شبیر کی غم مین جو مرویا ہوگا
سب عمر کو اوسنے مفت کھویا ہوگا

اس غم سے جو محزون نہ ہوا دنیا مین
وہ قبر مین چین سے نہ سویا ہوگا

ایضاً شبیر کا غم نہین یہ ہے عین سرور
دنیا کے غم والم کو دیتا ہے دور

رؤو اس غم مین جبتلک جیتے ہو
مرنیکے بعد ہے جو ہونا منظور

المختصر جبکہ اعدای بیدین شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام سے فارغ ہوئے
اور سر مبارک کو بھی کاٹ لیا خیمہ گاہ حرم محترم مین آئے اور بارہ آدمی کہ اہل بیت
نبوت مین مع زنان و اطفال ہنگی باقی تھے اونکو قید کیا اور جو کچھ کہ اسباب پایا
وہ سب لوٹ لیا بعد اسکے شمر اور ابن سعد سرامد اشقیا نے حکم کیا کہ لاشہ بی سر
جناب سید الشہدا علیہ السلام کو گھوڑے سے دوڑا کر پامال کرو چنانچہ لکھا ہے کہ بیس سوار
نے آپکے لاشہ بے سر پر گھوڑے دوڑائے اور جسم مبارک کو ریزہ ریزہ کردیا

لکھا ہے کہ سامنے نہ آیا کوئی	جبتک رہے شاہ اپنی گھوڑی پہ سوار
مؤلفہ شبیر کی تلوار تھی برق سی کم	اعدا ہوتے تھے اوس سے فانی بیہم
پہلے جو آئے سب وہ فی النار ہوئے	پھر پاس اونکے نہ آیا کوئی اظلم

لکھا ہے کہ جبتک حضرت امام حسین علیہ السلام پشت زین پر رہے کسیکی یہ جرات نہوئی کہ آپ کے پاس آکر ضربہ شمشیر سے آپکو مجروح کرتا بلکہ نیزہ کی زد پر بھی کوئی نہ آسکا فقط تیرون سے آپ کو زخمی کیا ایک روایت مین آیا ہے کہ جب تن مبارک جناب سید الشہدا کا کثرت جراحات تیر و نیزہ سے نہایت مجروح ہوا کہ آپ کی جسم مبارک مین تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی اور باوصف اس حال کے کسی نامرد کی یہ جرات نہ پڑی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے تب شمر شقی نے اپنے سواران خاص سے کہ اوسکے ذہن مین وہ نامرد شجاع تھے اونسے کہا کہ زوف تمھاری بہادری پر ایک یہ شخص تنہا کہ سراسر زخمون سے چور ہے اور تم مین سے کسیکی یہ طاقت نہین ہے کہ اسکو قتل کرے مگر کوئی آپ کے پاس نہ آیا اس عرصہ مین ایک تیر کسی شقی کے ہاتھ سے آپ کے حلق مبارک پر آلگا آپ شہید ہوکر گھوڑے سے زمین پر آگرے بعد شہادت کے شمر نامرد نے ایک تلوار آپ کے چہرۂ مبارک پر لگائی اور سنان بن انس نخعی نے آکر ایک نیزہ مارا اور خولی بن یزید شقی نے گھوڑے سے اوتر کر آپ کے سر مبارک کو خنجر ظلم سے کاٹا اور اوس ناپاک نے اپنا منھ دونون جہان مین سیاہ کیا بعد اسکے جو ظلم اور ستم کہ اشقیاے بے دین کے ہاتھ سے اہل بیت رسالت پر گذرے اوسکو سنو اور دریاے خون چشم محزون سے بہاؤ

بگڑی جاتی ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ سے سب پس پا
ہوتی ہین شمر ذی الجوشن نے ایک حیلہ تازہ اختراع کیا یعنی کچھ تھوڑی سی فوج
لیکر حرم محترم کیطرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ اہل بیت نبوت سے کچھ تعرض کرے حضرت
امام حسین علیہ السلام نے ایک نعرہ مارا کہ وَیْحَکُمْ یَا شِیْعَةَ الشَّیْطَانِ یعنی وائے
بر شما ای گروہ شیاطین میرا تمھارا مقابلہ ہے عورتون سے مزاحمت کی وجہ کیا وہ
تم سے کچھ لڑتی ہین جو تمنی اونسے مزاحم ہونیکا قصد کیا ہے اوس آواز کی سنتے ہی
شمر شقی ڈر گیا اور ادہر سے فوج کو پھیر کر دونون طرف سے جناب سید الشہدا کو
فوج کے حلقہ مین گھیر لیا اور چارون طرف سے تیر اور نیزہ برسنے لگے جب جسم شریف
حضرت امام حسین علیہ السلام کا زخمون کی کثرت سے چور چور ہوگیا اور اتنے زخم آپکے
جسم پر لگے کہ جسکا شمار ممکن نہین ایک ایک زخم پر سو سو زخم تھا تب آپ گھوڑے سے
زمین پر آئے اور جہان فانی سے عالم جاودانی کو پسند کرکے روضۂ رضوان کہ آپکے
واسطے آراستہ ہو رہا تھا وہان وقت افروز ہوئے اور حوران بہشتی کو اپنے جمال باکمال
سے منور اور مشرف فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ لکھا ہے کہ یہ سانحہ یعنی
شہادت آپکی بعد زوال شمس بقطعہ دائرۂ نصف النہار سے کہ جزو اول اجزاء نماز
ظہر کا ہی واقع ہوا اور گویا یہ حال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تکبیر افتتاح
آپنے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھکے تو رکوع ادا کیا
اور جب زمین پر آئے تو وہ سجدہ تھا غرض اس ہیئت مجموعی سے آپ نے
نماز ظہر ادا کرکے خلد برین کے منتظرین کا رفع انتظار فرمایا رباعی لمؤلفہ

شبیر کی شجاعت کا کرون کیا اظہار	ہی اون کی جرات کا بھلا حد و شمار

سب عزیزان حسین علیہ السلام بھی ایک دوسرے کے بعد اپنی اپنی نوبت مین
شہید ہوے اور حضرت امام حسین علیہ السلام تنہا باقی رہے یعنی جب نائرہ حرب و جدال نے اسقدر اشتعال پایا کہ انصار و اعوان سے نوبت گذر کر عزیزان خاص
بھی شہید ہوے اور کوئی باقی نرہا تب جناب سید الشہدا علیہ السلام تلوار کھینچکر
معرکہ قتال مین اکیلے بذات واحد جا کھڑے ہوے اور اشقیاے بیدین مین سے
جو سامنے آیا اوسکو قتل کیا آپ پر چارون طرف سے تیر برسنے لگے اوسوقت آپ نے زبان
بلاغت ترجمان سے کچھ اشعار آبدار ارشاد فرمائے ترجمہ یہ ہے **لموفقہ نظم**

ہون مین فرزند علی مرتضی	جسکا رتبہ خلق پر ظاہر ہوا	اسقدر کافی ہے مجکو افتخار
مرتبہ میرا ہے سب پر آشکار	میرا نانا جو رسول اللہ تھا	عالم اونکے حال سے آگاہ تھا
سید الکونین اونکی ذات تھی	ذات اونکی فخر موجودات تھی	اونسے بہتر کون دنیا مین ہوا
تھے وہ سردار گروہ انبیا	مین اونہین کے گھر کا ہون تین چراغ	ذات سے میری مین ہی باغ باغ
فاطمہ زہرا جو تھین بنت رسول	اور علی مرتضے زوج بتول	مین اونہین دو نونسے ہون پیدا ہوا
اسکو سمجھو میرا رتبہ کیا ہوا	جعفر طیار تھا میرا چچا	مرتبہ اوسکا بھی تم پر ہے کھلا
ہی ہمارے گھر مین قرآن کا نزول	دولت کونین ہی ہمکو حصول	گھر مین آتی ہین ہمارے جبرئیل
ہم ہین آل مصطفے بے قال و قیل	سمجھو سب خیر و اہلیت ہم مین ہے	دین و دنیا کی سعادت ہم مین ہے
ہی زیادہ کس کا ہم سے مرتبہ	ہی ہمارے حال پر فضل خدا	

المختصر جو شخص کہ فوج اعدا سے آپکے آگے آیا اوسنے اپنے تئین جیتا نہ پایا جبکہ اعداے بیشمار
حضرت کی شمشیر آبدار سے فی النار ہوئی اور زلزلہ عظیم لشکر اشقیا مین پڑگیا کسیکی ہوش و حواس
باقی نرہی اور وہ سب نامرد آپکے مقابلہ سے جی چرانے لگے سرداران لشکر نے دیکھا کہ لڑائی

شخص میری ذلیل کا کہ جسکو اللہ نے نور ایمان عطا کیا ہو اس بلوہ مین اہل جہنم
کے ساتھ ہو جاے اور مجھ تک نہ پہونچ سکے اور دوسرے اتمام حجت کیواسطے یہ بات
تھی کہ پھر کسی کو فوج اشقیا مین عذر باقی نہ رہے جب آپ نے یہ کلمہ پُر درد ارشاد
فرمایا ہدایت ایزدی سے حُر بن یزید ریاحی کہ پہلے ہزار سوار کے ساتھ آپ کو ملا تھا
گھوڑے کو کودا کر فوج اشقیا سے باہر نکلا اور اوسکے ساتھ اوسکا ایک بھائی
اور ایک بیٹا اور ایک غلام آزاد یہ چارون شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی
خدمت مین حاضر ہوے اور حُر نے حضرت سے عرض کی کہ یا امام حسین علیہ السلام
مین وہی ہون کہ سب فوج اعدا سے پہلے آپ کے مقابلہ کو آیا تھا اب توفیق الٰہی نے مجکو
راہ ہدایت دکھلائی کہ اُن ناریون سے علحدہ ہوا یہ چاہتا ہون کہ آپ کے ذیل انصار مین
داخل ہو کر دولت لایزال شہادت حاصل کرون اور بروز قیامت سعادت شفاعت آپکے
جد امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میرے نصیب ہو مجکو اجازت دیجیے کہ
فوج اعدا سے لڑون اور درجہ شہادت پاؤن یہ عرض کی اور اپنے تینون شخصون کو
ساتھ اعدای حسین سے مقابلہ کر کے بہت سے اشقیا کو نار جہنم مین بھیجکر فردوس برین کو
روانہ ہوے الحاصل جبکہ انصار حسین علیہ السلام نے کمال شجاعت اور جوانمردی سے
شربت شہادت کا پیا اور اپنی جانون کو تو لاے فرزند رسول خدا اور اہل بیت مصطفے مین
نثار کیا پھر سوا عترت ان قربانیان خاص کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی پاس کوئی اور
باقی نہ رہا اوسوقت جناب سید الشہدا نے سب سے فرمایا کہ انصار تو سب حق خدمت ادا کر چکے
اب میری باری ہے چاہا کہ میدان قتال مین جائین کہ سب بھائی بھتیجے شور و فریاد کر
اوٹھے کہ جبتک ہم مین ایک بھی باقی ہے آپ کو میدان قتال مین ہرگز نہ جانے دینگے غرضکہ

لشکر ابن سعد سے باہر آتے اور لڑائی چاہی ادہر سے بھی دو مجاہد نکلے اور
اُن دونون کو ایک آن مین واصل بہ جہنم کردیا لکھا ہے کہ جب کوئی سوار لشکر
ابن سعد کا صف اعدا سے لڑنیکو آتا حضرت امام حسین علیہ السلام جوش شجاعت سے
آپ قصد فرماتے انصار حسین علیہ السلام حضرتؑ کو جانے نہ دیتے اور آپ اوس سے
لڑتے اور حضرتؑ سے عرض کرتے کہ یا امام حسین علیہ السلام جتبک ہم مین سے
ایک شخص بھی جیتا ہے آپ کو میدان قتال مین نجانے دینگے الغرض جب لشکریان
ابن سعد نے دیکھا کہ انصار حسین علیہ السلام مستعد مرگ ہین اور اونکو اپنی جان
ذرا عزیز نہین لکھا ہے کہ جو جوان لشکر اعدا سے آتا اوسکو انصار حسین علیہ السلام
اسطرح مار لیتے تھے جیسے کتے کو مار ڈالتے ہین وہ سمجھے کہ سب سے لڑنے مین
اس ہیبت سے کہ ایک کا مقابلہ ایک کرے ہرگز عہدہ برا نہون گے اور ایک انصار
تمام لشکر کو قتل کر ڈالے گا اوسپر ایک زخم بھی نہ آئیگا تب یہ ٹھہری کہ ایک انصار کے
مقابلہ مین کئی آدمی آتے اور خوف جان سے اونکے نزدیک نہ جاتے دور سے تیر باران
کر لیتے پھر جو مجاہد کہ صف سے باہر نکلتا بہت سے نامرد جمع ہوکر شہید کر ڈالتے
یہان تک کہ پچاس انصار سے زیادہ درجہ شہادت کو فائز ہوئے اور فقط عزیز و قریب
خاص حضرت امام حسین علیہ السلام کے رہگئے اوسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے
ایک نعرہ دردناک مارا اور فرمایا کہ آیا کوئی ہے کہ اسوقت میری مدد کرے اور اس بلا کو
جو اہل بیت نبوت پر نازل ہوا چاہتی ہے دفع کرے سمجھا چاہیے کہ یہ ارشاد آپکا
کچھ ازراہ ہراس اور عجز کے نتھا فقط یہ غرض تھی کہ اس وقت آتش غضب الٰہی
فوج اعدا مین شعلہ زن ہے آپکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ اس اندھا دھند مین کوئی

انصار کے ہاتھون سے جو بیدین گیا مارا
فی الفور جہنم کو وہ بدبخت سدھارا
بیدینون کی قبضے مین تھا دریا کا کنارہ
انصار کا کوثر پہ تھا ہر طرح اجارا

اونکا تو فقط نہر پہ خیمہ ہی کھڑا تھا
اور اونکے تصرف مین ابد ہر کرب بقا تھا

کیا عہدہ برا ہوتے شجاعون سے وہ کفار
یہ دین کی طالب تھے وہ دنیا کی طلبگار
گھر انکا تھا فردوس مقام اونکا تھا فی النار
دریاے ضلالت مین تھی ڈوبے وہ ستمگار

مقتل کی زمین نور سے معمور ہوئی تھی
وان جلوہ نما روشنی طور ہوئی تھی

کس طرح بیان کیجیے سیفی غم شبیر
انسان مین تو ہرگز ہی نہین طاقت تحریر
کچھ کام بیان کرتی ہے تحریر نہ تقریر
یہ حق سے دعا مانگ کہ اے مالک تقدیر

میرا غم شبیر سے معمور رہے دل
اس نور سے تا حشر یہ پر نور رہے دل

کلھا ہے کہ پہلے ابن سعد کے لشکر سے ایک شخص عبد اللہ نامے کہ حقیقت مین اوسکو عبد الشیطان کہا چاہیے گھوڑا کودا کر آپ کے لشکر کے سامنے آیا اوسنے دیکھا کہ خیمہ کے گرد آگ جل رہی ہے اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنظر احتیاط خیمہ مبارک کے گرد روشن کی تھی اوس عبد الشیطان نے حضرت سے کہا کہ اے حسین خوشخبری ہو تمکو آتش دنیا سے قبل از آتش آخرت آپنے اوسکی حق مین دعاے بد کی پس دفعتہً اوسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ سوار مع گھوڑے اوس آگ مین جا گرا اور اوسی راہ سے نار جہنم مین جا پہونچا بعد اوسکے دو شخص اور

کس طرح سے اس حال مین کہینچین گے یہ تلوار
لڑینگی تو ان لوگون مین طاقت نہین زنہار

ہم مین سے فقط ایک جوان کافی ہے اونکو
ہلکا ہی سا ایک زخم سنان کافی ہے اونکو

پھر لڑنے کا انصار کے دیکھا جو نیا ڈہنگ
بیدینون کی منھہ سی وہین میدان مین اوڑا رنگ
مارا گیا لڑنیکا کیا جس نے کہ آہنگ
آفت یہ پڑی اونپہ کہ جینے سی ہوئی تنگ

سردارون کو اوس لشکر کفار کے مارا
جو سامنے آیا اوسے للکار کے مارا

انصار کے سب گھوڑی تھے ہم مرتبۂ برق
اک آن مین پھر آتے تھے لی غرب سے تا شرق
کچھہ صاعقہ مین اونمین سر مو سی نتہا فرق
دریاے شجاعت مین سراپا تھے وہ سب غرق

جسوقت کہ راکب کوئی میدان مین در آیا
کفار کے لشکر مین تلاطم نظر آیا

انصار حسین ابن علی رض زور مین تھی شیر
اک ہاتھہ مین نیزہ تھا اور اک ہاتھہ مین شمشیر
خواہش مین شہادت کی یہ جینے سی ہوے سیر
اور قتل مین اونکی نہ یہ کرتے تھے ذرا دیر

کچھہ پیاس کی شدت سے نہ بیتاب تھے انصار
آب دم شمشیر سے سیراب تھے انصار

شبیر کے انصار تھے اس درجہ دلاور
جو سامنے آیا کیا دم مین اوسی بے سر
برہم ہوا ایک آن مین کفار کا لشکر
کسطرح سے انصار سے ہوتی وہ برابر

بیدینون کے جی مین طلب سیم و گہر تھی
انصار کی فردوس معلی پہ نظر تھی

جو شخص کہ اس غم مین دل و جان سے رویا
وہ قبر مین آرام سے اور چین سے سویا

اس غم کا بڑا اجر احادیث مین آیا
جنات نے آنکھون سے لہو اپنے بہایا
نوحہ بھی اسی غم مین خلائق کو سنایا
حیوانون نے گریہ سے ہے اک شور مچایا

افلاک و زمین آج تلک روتے ہین دیکھو
اس غم سے ملک غرق الم ہوتے ہین دیکھو

یہ غم وہ ہے جسنے کہ لہو روتے ہین تیہر
خون جاری ہوا دیدۂ افلاک سے یکسر
شمس و قمر و اہل فلک انجم و اختر
سب اس غم جان کاہ سے ہین غم مین برابر

اس رنج سے عالم کا عجب رنگ ہوا ہے
جو شخص ہے اس غم سے وہ دل تنگ ہوا ہے

جسوقت ہوا لشکر شبیر صف آرا
پر نور ہوا جنگ کا میدان وہ سارا
کرتے تھے فلک دیدۂ اختر سے نظارا
ہر ایک جوان موت کو لبیک پکارا

انصار شہادت کے جو طالب تھے خدا سے
تحسین کی آتی تھی صدا ارض و سما سے

میدان مین تھا حشر کی اک جنگ کا سامان
انصار تھے شبیر کے سب مرگ کی خواہان
جینے سے اونہین یاس تھی تھی موت کی عنوان
زخمون سے ہر اک جسم پہ گلشن تھا نمایان

فردوس برین اونکے جوان پیش نظر تھا
بس شوق شہادت مین ہر اک سینہ سپر تھا

کرتے تھے گمان دل مین یہ اپنے وہ ستمگار
ہین پیاس کی شدت سے سب افسردہ انصار

نماز صبح کی ادا کی اور بعد فراغ نماز آپ ناقہ پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کی آگے تشریف
لائے اور آکر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا سے جناب کبریا اور نعت سید المرسلین کی بیان فرما کر
اون لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ ای لشکریان یزید اس بات کو غور کرو اور سمجھو کہ
نصاریٰ انشان سم خر عیسی علیہ السلام کی ابتک تعظیم کرتے ہین اور یہود اگر کوئی آثار موسی
علیہ السلام کی پاتے ہین تو اوسکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور مین تمھارے نبی کی
لڑکی کا لڑکا ہون اور تم سب نے میری قتل پر کمر باندہی ہے کیا تم نہین جانتے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اپنا فرزند کہا ہے اور مجکو عزیز رکھا ہے اور میری بہت
مدح و ثنا کی ہے آیا مین نے تم مین سے کسی کا خون کیا ہے کہ اوسکی عوض مین مجکو قتل
کرتے ہو یا کسی کا تم مین سے مین نے کچھ مال لے لیا ہے کہ اوسکے مطالبہ مین مجکو ایسا تنگ
کر رکھا ہے یا اور کوئی بات کسی طرح کی میرے ذمہ ہے کہ جسکے بدلے تم سب نے مجھپر نرغہ کیا ہے
مین مدینہ منورہ مین اپنے جد امجد کے قبر شریف پر گوشہ نشین تھا وہان تم نے مجھے نرہنے دیا آخر
وہانسے مکہ معظمہ مین پہونچا وہان تم نے خط اور قاصد سیکڑون بھیجکر مجھے یہان بلایا اب میرے ساتھ
اسطرح سے پیش آئے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ فرمایا اور کسی نے کچھ جواب
نہ دیا تب آپ نے ارشاد کیا کہ تمھاری کوئی حجت اب مجھپر نہین اور حجت خدا تم پر
ثابت ہے یہ فرماکر ناقہ سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کی صف درست
کرکے سب سے ارشاد فرمایا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے مین سبقت نہ کرو جب
کوئی آدمی صف اعدا سے پیش آئے اوس وقت مضائقہ نہین لموٴلفہ نظم

یارو غم شبیر مین تو اشک بہاؤ	اور نامہ اعمال سیہ کو بھی مٹاؤ
بزم غم شبیر مین اخلاص سے آؤ	اور اجر تم اس رونے کا اللہ سے پاؤ

آسمان کیطرف منھ اوٹھا کر کہا کہ ای خداوند ذوالجلال تو خوب جانتا ہی کہ اہل کوفہ
نے میری بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف تیرے ہی ہاتھ ہی اور آپ نے
سب انصار کو بلا کر جمع کیا اور فرمایا کہ مین تم سے بہت راضی اور بکمال خوش ہون
جو کہ حق خدمت اور رفاقت کا چاہیے وہ ہمنی بخوبی ادا کیا اللہ تمکو جزای خیر دے
اب حال یہ ہے کہ تم لوگ بہت کم ہو اور فوج اعدا کا کچھ شمار نہین ہے اس سے
میری نزدیک مناسب یہ ہے کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علحدہ کرتا ہون جسطرف تمھارا
جی چاہے وہان جاؤ مجکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمھاری بھی جان جاوی اور
مین تو اپنی زندگی سے نا امید ہو چکا خیر جو کچھ میرے باب مین منظور الٰہی ہوگا وہ
قبول ہے اوس سے چارہ نہین ہے جب انصار نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام
کی زبان مبارک سے سنی سب بہت روئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا
فرماتے ہین ذرا خیال تو کیجئے کہ ہم ایسے وقت مین آپکو چھوڑ کر چلے جائین تو حشر مین
جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا کو کیا منہ دکھائینگے اور دولت شفاعت
محمدی کیونکر پائینگے لمولفہ بیت ہزار جائین ہمین دی اگر خدای کریم ؛ تو سبکو آپکے قدمون پہ ہم
نثار کرین ؛ یہ کہا اور سامان لڑنے کا درست کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ یقین
ثابت ہوا کہ اب ان لوگون سے سوا لڑنے کے مفر نہین اور یہ سب اب ضرور ہی لڑین گے
تب آپنے اپنے اصحاب و انصار سے فرمایا کہ اب وقت ہمارا تمھارا قریب ہے یار و مستعد ہو کر دولت
شہادت لو اور تاخیر نہ کرو اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام نے سنکر لشکر کے آگے پاس غار بنایا
اور ایک راہ آمد و رفت کی رکھی لکھا ہے کہ جب دہم محرم ہوئی اور صبح عاشور مصیبت نے
افق شہادت سے طلوع کیا لشکر ابن سعد صف آراستہ ہو کر مقابلہ مین آیا جناب سید الشہدا نے

جناب سید الشہدا سے آکر عرض کی کہ حضرت سوا آب شمشیر کی آب فرات ہمارے نصیب مین نہین ہی رہا ہے

دریا کی طرف جبکہ علمدار چلے	لڑنے کے لیے اودہر سے کفار چلے
شہ بولے کہ مجکو بھی بلانا عباس	بیدینون سے اور تم سے جو تلوار چلے
لیلفہ عباس نے آکر یہ سکینہ سے کہا	پانی کے لیے صبر کرو اے بیٹا
قسمت مین ہماری یہ نہین آب فرات	کوثر پہ مین پانی کے لیے ہون جاتا

اور بعض روایت مین آیا ہے کہ خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا جنگل مین تھا ایک شخص کا وہان گذر ہوا اوسنے دیکھا کہ آپ تلاوت کلام اللہ مین مشغول ہین اور آنسو آپ کی آنکھون سے جاری ہین اوس شخص نے پوچھا کہ آپ اسقدر کیونکر واردہوے آپ نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے خط لکھے اور قاصد بھیجے اور بکمال اصرار سے بلایا اور اب میرے خون کے پیاسے اور درپے قتل ہین اور اس لشکر مین بہت سی آدمی وہ ہین کہ جنھون نے بیعت کی تھی اور اب لڑنے کو مستعد ہین ترجمہ صواعق سے منقول ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ سختی اور تکلیف گذری تو آپکو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد آئی کہ اونھون نے آپ کو سمجھایا تھا کہ ای حسینؑ کوفیان بدعہد کے قول وفعل پر ہرگز اعتماد نکرنا اور اونکی بلانے سے زنہار کوفہ کیطرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہین وہان کا جانا تمھارے حق مین ہرگز بہتر نہین اور باعث کمال پریشانی کا ہوگا ترجمہ طبری مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک مین آئے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب ہے اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے خبردار ایسا نہو کہ تم صبر اور استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسیطرح ہماری ثابت قدمی مین فرق آئے اور سب کو رونے سے منع فرمایا اور

انمین سے ایک بات اختیار کرنا مجکو رخصت دے کہ مین مکہ معظمہ کو چلا جاؤن اور
اگر وہانکا رہنا میرا منظور نہین ہے تو خیر مین کسی اور ملک کو چلا جاتا ہون وہان
بیٹھا رہون گا اگر یہ دونون باتین بھی گوارا نہین ہین تو مجکو یزید کی پاس بھیجدی وہان
جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا ابن سعد نے جواب لکھا کہ ٹھہریے مین سوال آپکے ابن زیاد
کو لکھتا ہون وہ جیسا کہیگا اوسپر عمل کیا جائیگا جب ابن سعد نے ابن زیاد کو یہ درخواست
حضرت امام حسین علیہ السلام کی لکھی اوس شقی ازلی نے بہت غصہ ہوکر لکھا کہ مین نے
تجکو لڑنیکیواسطے بھیجا ہی یا یہ کہ تو اوسسے صلح کا معاملہ کرے اگر حسین بیعت کرین تو خیر
نہین اونکو قتل کر تجکو اور کچھ اختیار نہین اور اگر اسمین کچھہ بھی تامل کیا تو مین تجکو معزول
کرکے دوسری شخص کو تیری جگھہ بھیجتا ہون جب نامہ ابن زیاد کا ابن سعد کی پاس
اس مضمون کا پہونچا اوسنے اوسی وقت لشکر کو حکم کیا کہ طیار ہو اور لڑنے پر کمر باندہو
اور حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سی کہا کہ ای حسینؑ مین نے بہت چاہا کہ تم بیعت کرو اور تمسے
تمہاری خون مین مبتلا نہون مگر تم نے نہ مانا اب لڑنے پر مستعد ہوجاؤ لکھا ہی کہ جب لشکر
ابن سعد کا عین کنارہ فرات پر آپڑا اور بدبختون نے پانی بند کیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص
امام حسین علیہ السلام کی لشکر کا پانی نہ لینے پائی اور خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا
ریگستان مین تھا آپ نے فرمایا کہ کوئی کنوان کھود اجاہیئی ستر ہاتھہ تک زمین کھودی پانی
نہ نکلا اور حال اہل بیت اور اصحاب امام حسین علیہ السلام کا پیاس کی شدت سی اس مرتبہ
کو پہونچا تھا کہ اشارہ مین بات کرتی تھی اور تیمم سی نماز پڑھتے تھے جب بیطاقتی سب اہل بیت
پر حد سی گذری تب حضرت عباسؑ علمدار چند آدمی اپنی ساتھہ لیکر نہر فرات پر گئے کہ
پانی لائین لشکریان یزید نے آپ کے ہمراہیون کو قتل کیا اور اونکو زخمی کیا حضرت عباسؑ نے

سچ ہے مگر کیا کرون میرا نفس ترک حکومت رے گوارا نہین کرتا یزید ہمدانی وہانسے
اوٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے سب حال عرض کیا ایک روایت
اسی طرح کی صحیح بخاری اور صحیح ترمذی مین وارد ہے کہ ایک شخص نے اہل عراق مین
سے عبد اللہ ابن عمرؓ سے پوچھا کہ طہارت خون پشہ مین کیا کہتے ہو یعنی مارنا پشہ کا
درست ہے یا نہین وہ بولے کہ سبحان اللہ اہل عراق خون پشہ مین تامل کرتی ہین
اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے تکلف قتل کیا اور خون اونکا حلال
سمجھے اور مین نے اپنے کانون سے سُنا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ حسن اور حسین علیہما السلام دونون پھول ہین میرے باغ دنیا سے لکھا ہے
کہ جب لشکر ابن سعد کا مستعد بجنگ ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ گاہ سے باہر
تشریف لائے اور لشکر یان یزید کے روبرو کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنای ایزد متعال
کے اُن لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای اہل لشکر یہ کہو کہ مین کون اور کسکی اولاد
مین ہون مان باپ اور نانا میرا کون ہے اپنے دلون مین ذرا سمجھو کہ میرا قتل کرنا مناسب
ہی اور میری ہتک حرمت تمکو چاہیے آیا مین تمھاری پیغمبر کی لڑکی کا لڑکا نہین ہون
اور باپ میرا پسر عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین ہے اور رسول خدا نے میری حق
مین یہ نہین فرمایا سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنے حسنؑ اور حسینؑ یہ دونون
نوجوانان بہشت کے سردار ہین اور بھی آپ نے بہت سے اپنے فضائل بیان کرکے
دشمنان دین پر حجت کو ختم کیا لکھا ہے کہ جب لشکر یان ابن سعد نے پانی حضرت امام حسین
علیہ السلام پر بند کیا اور حال اہل بیت رسالت کا پیاس کی شدت سے غیر ہوا آپ نے
ابن سعد کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای ابن سعد تین امر کی تجھسے مجھے درخواست ہے

ہفتم محرم کو مع لشکر کربلا مین وارد ہوا اور نہر فرات کو پس پشت دیکر خیمہ گاہ امام حسین
علیہ السلام کی مقابل لشکر اپنا ڈال دیا اور فرات پر متصرف ہوکر لشکر حسین علیہ السلام پر پانی
بند کیا یہان تک کہ چہ جای یاران و موالیان حسینؑ اہل بیت ساقی کوثر اور اطفال شفیع
روز محشر ایک قطرہ آب کو محتاج تھے اور پیاس کی شدت سے سب کا حال کمال تنگ ہوا
لکھا ہے کہ جب نے آبی سے اہل بیت نبوت پر عرصہ تنگ ہوا اور اطفال صغیر امام حسین
علیہ السلام کی پیاس کی تکلیف سے قریب ہلاکت پہونچے ایک شخص یزید ہمدانی
حضرت امام حسین علیہ السلام کے انصارون مین تھے اونہون نے آپ سے آکر عرض
کی کہ یا حضرت مجھ سے اور ابن سعد سے بہت ملاقات ہے اور وہ میرا مدت کا یار
ہی اگر آپ اجازت دین تو مین اوس سے پانی کی خواہش کرون یقین ہے
کہ میری مروت سے وہ مضائقہ نکریگا آپ نے فرمایا کہ تمہین اختیار ہی لکھا ہے
کہ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس گئے مگر اوس سے رسم سلام علیک جو رسم
اسلام ہے نہ کی اور جاکر بیٹھ گئے ابن سعد بولا کہ ای بہادر ہمدانی کیا تم مجکو مسلمان
نہین جانتے ہو کہ مجھسے سلام علیک نہ کی آیا مین خدا و رسول کا منکر ہون ہمدانی
نے کہا کہ وای تیرے اسلام پر اور زوف تجھپر کہ دعوای مسلمانی کرتا ہی اور ابن رسول
اور اولاد بتول پر خروج کرکے اونکی قتل پر کمر باندھی ہے اور یہ دریای فرات کہ حیوین
جانور تک پانی پیتے ہین اوسکا پانی تو نے اہل بیت رسالت اور فرزندان حسینؑ پر بند
کیا ہی کہ پیاس کی شدت سے سب جان بلب ہین اور پھر کہتا ہے کہ مین مسلمان ہون
اور خدا و رسول کو پہچانتا ہون آیا معنے اسلام کے یہی ہین کہ جو تو کرتا ہی ابن سعد
یہ سنکر اپنے دل مین بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ ای برادر ہمدانی جو تو کہتا ہے سب

کہ سالار اس لشکر کا ابن سعد کو کیا چاہیے اور ابن سعد اوسی عرصہ مین ابن زیاد کیطرف
سی حاکم ری ہوگیا تھا جب نوشتہ ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس باین مضمون پہونچا
کہ مین نے تجکو مقدمۃ الجیش لشکر کا کیا لازم ہے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کی اپنے تئین
یہان پہونچا اور یہان سے سالار لشکر ہوکر حسینؑ کا مقابلہ کر اور اونسی لڑ ابن سعد نے
جب نوشتہ ابن زیاد کا پڑہا اوسکو خوف آیا کہ سبط رسولؐ مقبول کے ساتھ لڑنا اور
اوپر فوج لیجانا بہت بری بات ہے سمجھا چاہیے کہ یہ ابن سعد بیٹا سعد وقاص کا تھا
کہ عشرہ مبشرہ مین داخل ہین اور اسنے بچشم خود بھی اور اپنے باپ سی بھی معاملہ محبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہ نسبت حسین علیہ السلام کے دیکھا سنا تھا
اس سبب سے پہلے اسکی حمیت اسلامی مقتضی ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام سی لڑے
اور اُنکو قتل کیجئے یہ سوچکر ابن زیاد کو انکار لکھا کہ مجھسے یہ نہوگا اس کام پر کسی
اور کو مقرر کیجے ابن زیاد اسکے انکار سے ناراض ہوا اور غصہ مین آکر ابن سعد
کو لکھا کہ اگر حکومت ری منظور ہے تو امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ کر نہین تو اس
عہدے سے مستعفی ہوکر بیٹھ اور سند مجکو پھیر دے مین دوسرے شخص کو تیری جگہ حاکم
ری کا مقرر کرتا ہون یہ کام اوسکی ہاتھ سے لون گا جب یہ نوشتہ ابن زیاد کا ایسا پہونچا
ابن سعد کو طمع خام دنیا نے نہ چھوڑا اور بدبخت نے دنیاے دون کو دین پر ترجیح
دیکر پھیرنا سند کا اور ترک حکومت چند روزہ گوارا نہ کی اور اوسی روز ری سی کوفہ کو
روانہ ہوا جب کوفہ مین پہونچا ابن زیاد نے بائیس ہزار پیادی اور سوار ابن سعد
کے ساتھ کرکے اوسکو کربلا کیطرف روانہ کیا اور دلداری اور تشفی کی کہ پیچھے
سے مین اور فوج بھی تیری کمک کے لیے بھیجتا ہون خاطر جمع رکھہ ابن سعد

یا لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون نکل آتا تھا سچ یہ ہے کہ اگر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والسلام صبر کو کام نہ فرماتے تمام دنیا خون میں ڈوب جاتی اور طوفان لہو کا آجاتا حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب یہ حال دیکھا فرمایا کہ مقام موعود یہی ہے یہاں سے میں نہیں جاسکتا ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام کربلا میں پہونچے آپ نے خواب میں دیکھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ملائکہ کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت کو بغلگیر فرمایا اور ارشاد کیا کہ ای فرزند میں خوب جانتا ہوں کہ یہ شیطان بیدین تیرے درپے قتل ہیں اور تجکو مارا چاہتے ہیں خیر مگر یہ سب تیرے دشمن روز قیامت کو میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور قریب ہے کہ خدای تعالی تجکو درجہ شہادت عطا فرمائے اور بہشت تیری واسطے آراستہ ہوتی ہے اور والدین تیری منتظر ہیں یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور اپنا دست مبارک امام حسین علیہ السلام کی سینہ شریف پر رکھکر کہا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا ای بار خدا حسینؑ کو صبر اور اجر عنایت کر حضرت امام حسین علیہ السلام خواب سے جاگے اور یہ خواب اہل بیت سے بیان کیا سب کو سن کر خوب روئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہا القصہ جب خبر حضرت امام حسینؑ کے پہونچنے کی کربلا میں ابن زیاد کو پہونچی اوسنے حضرت کو ایک نامہ بطلب بیعت یزید لکھا قاصد ابن زیاد کا نامہ حضرت امام حسینؑ کی پاس لیکر آیا آپنے اوسکو پڑھکر زمین پر پھینکدیا اور قاصد سے کہا مَالَہٗ عِنْدِیْ جَوَابٌ اس نامہ کا جواب میری پاس نہیں ہے جب قاصد ابن زیاد کا لاجواب کوفہ کو پھرا اور ابن زیاد سے کہا کہ حسینؑ نے میرے نامہ کو پڑھکر زمین میں ڈالدیا اور کہا کہ اسکا جواب کچھ نہیں بس وہ شقی یہ سنتے ہی غصہ میں آیا اور اوسی وقت سے اوسنے لشکر کشی شروع کی تجویز یہ ٹھہری

اور لوگون سے پوچھا کہ اس مکان کا کیا نام ہے وہان کے آدمیون نے کہا کہ اس میدان کو کربلا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ سچ یہ مقام کرب و بلا ہے اور زبان حال سے یہ ارشاد کیا المولفہ

یہی جگہ ہے جہان میرا خون بہائین گے
یہان پہ تیغ میرے حلق پہ چلائین گے

پڑا رہے گا یہان میرا لاشہ بے سر
چلے گا حلق پہ میرے اسی جگہ خنجر

یہان حسینؑ کی اصحاب قتل ہونگے
یہان پہ سب میرے احباب قتل ہونگے

یہ دشت وہ ہے کہ جائیگی جسمین جان حسینؑ
یہان پہ ہونگے مقتول دوستان حسینؑ

یہان پہ آل محمدؐ پہ بند ہوگا آب
یہان پہ اہل حرم کا بھی ہوگا حال خراب

یہان پہ اہل حرم ظلم سب اوٹھائین گے
یہان سے قید بسوئے دمشق جائین گے

اسی مقام پہ ہم سب کا خاتمہ ہوگا
یہان پہ خاتمہ آل مصطفےؐ ہوگا

ترجمہ طبری وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام دشت کربلا مین پہونچے اور حر نے بطریق خیر خواہی کے کہ اوسکو آپکی ساتھ ایک اعتقاد دلی تھا حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ فوج ابن زیاد کی اور بھی آتی ہے اور وہ کمبخت آپکی درپے ایذا ہی مناسب یہی ہی کہ آپ یہانسے کوچ کر جائیے مجھپر جو کچھ گذریگی خیر دیکھ لونگا لکھا ہی کہ حر نے جب آپسے یہ عرض کی حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوچ کیا اور تمام رات چلے صبح جو ہوئی تو دیکھا کہ اوسی جگہ مین ہین جہانسے کوچ کیا تھا اور لکھا ہی کہ ایسا اتفاق ہمات شب پیدا ہوا کہ آپ روز رات کو کوچ فرماتے اور تمام شب قطع مسافت کرتے صبح کو پھر اوسی جگہ ہوتے جسجگہ سے کوچ کرتے آخر کو یہ نوبت ہوئی کہ اونٹون کو ہر چند مارتے تھے وہ حرکت نہین کرتے تھے پس چار و ناچار بمقتضای مشیت کردگار وہین مقام کیا اور وہ دموی ایسا ہیجان مین تھا کہ مچھ اگر زمین مین گاڑتے تھے

ہی ازل سے جسکی قسمت مین سعادت دوستو | آخر اوسکا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے ضرور
ابتدا گر جہل کی ظلمت سی وہ لغزش کرے | انتہا مین یہ نہین ہوتا کبھی ایمان کا نور
حال حر دیکھو خدا نے جب ہدایت کی اوسے | ہوگیا نزدیک راہ راست سے تھا گرچہ دور

لکھا ہے کہ حر بمقتضاے سعادت ازلی کے کہ نور ایمان اوسکے دل مین تھا ابن زیاد کے بھیجنے سے آیا تو البتہ مگر اوسکو حضرت کے مقابلہ سے بالقلب اکراہ تھا اور صمیم قلب سی حضرت کی ساتھ اعتقاد رکھتا تھا اوسکو یہ منظور تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ابن زیاد کے پاس تشریف نہ لیجائین اس سبب سے کہ حر کو ابن زیاد کی خباثت اور عداوت اہل بیت رسالت کے ساتھ خوب حالی تھی اس نظر سے حر نے حضرت سے کہا کہ خیر آپکا جہان جی چاہے وہان تشریف لیجایئے مین آپ سے تعرض نہین کرتا اور کوفہ کو پھرا جاتا ہون ابن زیاد سے کہونگا کہ امام حسینؑ مجکو نہین ملے اور مجھ سے ملاقات نہین ہوئی اس ضمن مین ایک نامہ ابن زیاد کا حر کے نام باین مضمون پہونچا کہ اگر حسینؑ کی گرفتاری مین کوتاہی کسطی حر سے پہلو تہی کیا تو مین تجکو وہ سزا دونگا کہ تو اوسکا ہرگز متحمل نہوگا جب نامہ ابن زیاد کا حر کے پاس آیا تو یہ ڈرے اور خیال کیا کہ اگر مین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ دیا تو یہ سوار ابن زیاد کے جو میرے ساتھ ہین ابن زیاد سے بے شبہہ کہینگے اور پھر وہ ناپاک خدا جانے مجھپر کیا آفت لائے گا اس سبب سے اوسنے آپ سی اس مقدمہ مین گفتگو کو طول دیا الغرض حضرت امام حسینؑ نے جانب کوفہ سی قصد فسخ کرکے اور طرفکی راہ لی اور قضاو قدر نے کشان کشان آپ کو دشت کربلا مین پہونچا دیا اب حال قابل سننے کے اور معاملہ تقدیر لائق دیکھنے کے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب کربلا مین پہونچے محرم کی دوسری تاریخ تھی آپ نے وہان نہر فرات کے قریب خیمہ کیا

ہو رہی ہے واللہ یفعل ما یشاء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای اباذر اگر قضا کو بھی روک سکتا ہے القصہ جب امام حسین علیہ السلام نے مرضی برادران مسلم کی معاودت پر نہ پائی آپ مع جماعت آگے بڑھتے چلتے چلتے نواحی عراق مین پہونچے کہ وہانسے کوفہ دو منزل تھا اوس مقام پر حر بن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اوسکے ساتھ تھے حضرت کو ملا جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور حر سے ملاقات ہوئی حر نے عرض کیا کہ یا امام حسینؑ مجکو ابن زیاد نے اسواسطے بھیجا ہے کہ جسطرح ہو امام حسینؑ کو میرے پاس لے آ اور ہرگز نچھوڑنا اور اس بات مین اوسنے بہت تاکید کی ہے گرو اللہ مین بالطبع اس فعل کو مکروہ جانتا ہون کہ آپ کو اوس شقی کے پاس لیجاؤن اب سخت مشکل ہے کہ نہ آپکو لیجا سکتا ہون نہ چھوڑ سکتا ہون جب حر نے یہ کہا حضرتؑ نے اوسکے جواب مین ارشاد کیا کہ بھائی سنو مین نے از خود تمھارے شہر کا ارادہ نہین کیا اور قصداً نہین آیا ہون جب تم لوگون نے سیکڑون خط بہت سے قاصد میری ملاقیکو بھیجے تب مین نے ادہر کا قصد کیا ورنہ مجکو کیا غرض تھی کہ مین یہان آتا تم بھی اہل کوفہ سے ہو اگر اپنے عہد و پیمان پر قائم اور ثابت ہو تو خیر مین تمھارے شہر کو چلتا ہون نہین پھر جاتا ہون مجکو نہ تم سے کچھ مطلب ہے نہ تمھارے شہر سے مجھ غرض حر نے جو یہ حال سنا تو اوس سے قسم کھا کر کہا کہ حاشا مجکو مطلق نہین معلوم کہ کس نے آپ کو خط لکھے اور کس نے قاصد بھیجے اور کیون بلایا بلکہ مین نے سنا بھی نہین خدا جانے آپ کیا فرماتے ہین اور مین اب کوفہ کو بے آپ کے لیگئے ہوئے پھر نہین سکتا اسمین بہت سی گفتگو ہوئی اور بات کو طول ہو گیا حر کی لاعلمی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفہ مین نہ تھے نواح کوفہ مین کسی ملک کے حاکم تھے یہ سب نامے اور پیام انکی غیبت مین کئے تھے اس سبب سے حر نے یہ عرض کیا نظم لمؤلفہ

بن زبیر ہوی کہ معرکہ مختار ثقفی مین مکہ معظمہ مین حرم کے اندر اونہون نی شہادت پائی اور
یہ خونریزی باعث استحال کعبہ ہوئی سبحان اللہ مرتبہ احتیاط اور آداب خانہ کعبہ کو ملاحظہ کیا چاہیے
جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نی یہ بات گوارا نہ کی کہ میری قتل سے کسیطرح کی بی ادبی خانہ کعبہ
مین ہو الغرض حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جب سب صحابہ سی یہ راز مخفی بیان کیا تو وہ سب
لاجواب ہوئے اور حضرتؑ مکہ معظمہ سے تیسری تاریخ ذیحجہ کی بیاسی آدمی کی ساتھہ مع اہل بیت اور دوست
اور غلام کے کوفہ کیطرف روانہ ہوے اثناء راہ مین خبر پائی کہ اہل کوفہ نی بدعہدی کی اور ابن زیاد
نی حضرت مسلمؓ کو مع دونون صاحبزادون کے شہید کیا اور جماعت مسلمؓ کی بالکل متفرق
ہوگئی اور کسی نے ساتھہ نہ دیا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے یہ خبر سنکر بمقتضاے
رعایت اسباب ظاہری کے کہ مراعات تدبیر عالم اسباب کی مستلزمات بشریت سے ہے
مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہرگاہ حال کوفہ کا یہ ہے وہان جانا کیا ضرور ہے اور مصلحت
نہین کہ اب اس حال مین کوفہ کو جایئے حضرت مسلمؓ کے بھائی جو آپ کے ساتھہ تھے
اونکی دل مین محبت برادری مسلمؓ نے جوش مارا اونہون نے قسم شرعی کھاکر کہا کہ یا حسینؑ
ہم تو اب نہ پھرینگے اور کوفہ کو جائینگے یا تو دشمنون سے اپنی بھائی کا انتقام لینگے
یا خیر ہم سب بھی مارے جائینگے جو ہو سو ہو جب حضرت امام حسین علیہ السلام نی برادران مسلم
سے یہ بات سنی اور انکا ارادہ مصمم دریافت کیا فرمایا لَا خَیْرَ فِی الْحَیٰوۃِ بَعْدَکُمْ
یعنے جب تم سب مارے گئے تو پھر زندگی کا کیا مزا اور جینے کا کیا لطف ہی بسم اللہ چلیے
لکھا ہے کہ اثناء راہ مین حضرت امام حسینؑ کو فرزدق شاعر یا جماعت جبہ پوش ملا اور وہ کوفہ کیطرف سے
آتا تھا آپنے اوس سے کوفہ کا حال پوچھا اوسنی عرض کی کہ یا حضرت اتنا تو مین جانتا ہون
کہ دل کوفیون کی آپ کی ساتھہ ہین اور تلوار اونکی بنی امیہ کی ساتھہ اور قضا و قدر آسمان سی نازل

ساتھ ہین اور وہ سب جان و مال سے حاضر ہین اور کسی طرح کا کچھہ مقام تردد باقی
نہین رہا اب کسی نوع کا تامل نہ کیجیے اور بے تکلف آپ تشریف لائیے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے موجب نوشتہ حضرت مسلمؑ کے قصد کوفہ کا مصمم کیا اور سب یاران سفر طیار فرمایا
عبداللہؓ ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور جابرؓ اور ابو سعیدؓ خدری اور ابو واقدیؓ
سعدی اور صحابہ جلیلہ جو مکہ معظمہ مین تھے وہ سب مانع ہوئے اور کہا کہ آپ کوفیونکی قول و
فعل پر اعتماد نہ کیجئے اور یہ خانہ خدا ہے یہان سے تشریف نہ لیجائیے خدا جانے کیا
معاملہ پیش آئی اور کیسی افتاد ہو ہمکو معلوم نہین ہے کہ ان کوفیون نے آپ کے باپ
اور بھائی کے ساتھ کیا کیا اہل کوفہ بڑے دغاباز ہین اور نہایت بد عہد ہین اور اگر
خیر آپ نہین مانتے تو مناسب یہ ہی کہ اپنی عیال و اطفال کو چھوڑ جائیے اور آپ تشریف
لیجائیے خصوصاً عبداللہؓ ابن عباسؓ نے آپ کے ممانعت مین زیادہ تر اصرار کیا
جب آپنے کسی کا کہنا نمانا ان سب صحابہ کو نہایت ملال ہوا اور باتین برخش کی کرنے لگے
حضرت امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ راز نہان سے تو واقف نہین ہین بوجہ آزردہ
خاطر ہوتے ہین لب بغیر افشار راز چارہ نہین تب آپنے مجبور ہوکر راز سربستہ کو ظاہر
کیا اور فرمایا کہ مین نے اپنے باپ یعنی علیؓ مرتضے علیہ السلام سے اور اونہون نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک بکری مکہ مین ذبح کیجائیگی
اور اوسکا ذبح ہونا حرم کعبہ مین موجب ہتک حرمت کعبہ ہوگا اسواسطے مین یہ
نہین چاہتا کہ وہ بکری مین ہون اور میرے سبب سے ہتک حرمت خانہ کعبہ کا ہو اور
شرف کعبہ مین فرق آئے اس حدیث کا حال مفصل ترجمہ طبری اور ترجمہ صواعق اور
بہت سی کتابون مین مذکور ہے جانا چاہیے کہ مصداق علیہ اس حدیث کی عبداللہ

اور ابن زیاد شقی نے ہانی بن عروہ کو قتل کروایا اور سر اُن مظلوموں کا نیزے پر رکھہ کے کوچہ ہای کوفہ مین دور بدر پھرایا اور یہ سانحہ تیسری تاریخ ذیحجہ کی واقع ہوا اے محبان حسین رضؓ ان اشعار کو سنکر حضرت مسلم رضؓ کے غم مین اشک چشم پر غم سے دامنون کو تر کرو کہ یہ تر دامنی تمھاری جانی رہے لمؤلفہ

شہید مسلم رضؓ بیکس ہوا ہزار افسوس
فرشتے کرتے تھے اس غم سے بار بار افسوس

مین کس طرح سے کروں شرح ظلم ابن زیاد
کیا نہ حال پہ مسلم رضؓ کے زینہار افسوس

بہ تیغ ظلم یتیمون کو اوسنے قتل کیا
ڈرا خدا سے نہ کچھہ وہ سیاہ کار افسوس

شقی نے کچھہ بھی نہ غربت کا اونکی پاس کیا
چلائی حلق پہ شمشیر آبدار افسوس

کچھہ انتہا ہی نہین اونکی ظلم کی یارو
ادہر اکیلے اودہر فوج بیشمار افسوس

بروز حشر کرینگے بہت یہ حال خراب
یزیدیان شقی و ستم شعار افسوس

بروز حشر سزا اونکی دیکھنا سیفی
جنھون نے سینۂ زہرا کیا فگار افسوس

اے مومنو حال مسلم رضؓ تو ختم ہوا اب حال سید الشہدا علیہ التحیۃ و الثنا کا اور روانگی آپکی مکہ معظمہ سے کوفہ کیطرف اور پہونچنا دشت کربلا مین اور انواع انواع رنج و مصائب کا اوٹھانا بگوش ہوش سنا چاہیے اور خوب دل کھولکر رویا چاہیے لمؤلفہ

اب حال سنو شاہ شہیدان کا ذرا
یعنی او نپر معاملہ کیا گذرا

کچھہ آہ اونکی مصیبتون پر اپنے
مقدور بشر ہین کرے صبر اتنا

جس روز کہ حضرت مسلم رضؓ کوفہ مین شہید ہوے اوسی روز حضرت امام حسین علیہ السلام یا قافلہ اہل بیت مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے اور سبب آپ کے روانگی کا یہ ہوا کہ جب حضرت مسلم رضؓ سے اصاغر و اکابر اہل کوفہ نے بیعت کی اور بحال اطاعت اور تابعداری سے ہر شخص پیش آیا تب مسلم نے حضرت امام حسین رضؓ کو لکھا کہ زیادہ چالیس ہزار آدمی سے میرے

میری گھر مین اوس ناپاک نے اوسی وقت ابن زیاد شقی سے جاکر یہ حال کہا ابن زیاد نے عمرو
بن حریث کو توال شہر اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ مسلم کو پکڑلاؤ وہ دونون بدبخت
جماعۂ کثیر کے ساتھ آئے اور طوعہ کے گھر کو گھیر لیا اور قصد کیا کہ مسلم کو گرفتار کیجی اوسوقت حمیت
شجاعت بنی ہاشمی نے یہ تقاضا کیا کہ ایک عورت کے گھر مین بیٹھے رہیے اور ان نامردونکا مقابلہ
نہ کیجی حضرت مسلم شیر غران کیطرح ہاتھ مین تلوار لیے ہوئے اوس گھر سے باہر نکل آئے
اور اُن نامردونکو مارنا شروع کیا جب بہت سے شقی واصل بجہنم ہوئے اور کسی نے مقابلہ نہ کیا
ابن اشعث اور کوتوال بدفعال سمجھا کہ انکا مقابلہ کون کرسکتا ہے اور یہ کس مین طاقت ہے
کہ بنی ہاشم کی تلوار کا تحمل کرسے کیا معنی کہ شجاعت بنی ہاشم کی ضرب المثل تھی تب وہ
دونون مکار خدع اور فریب سے پیش آئے اور حضرت مسلم سے کہا کہ آپ کیون بیوجہ
لڑتے ہین اور ہمارے آدمیونکو قتل کرتے ہین ہم کچھ آپسے لڑتے نہین آپ ہمکو امان دیجیے
اور ہمارے ساتھ چلیے جب ان لوگون نے امان چاہی حضرت مسلم بمقتضاے حلم و مروت
برسر رحم آئے اور لڑنا موقوف کرکے مع دونون صاحبزادون کے اونکے ساتھ ہوئے
وہان ابن زیاد شقی نے دربانون کو پہلے ہی سے حکم دیا تھا کہ جسوقت مسلم
دروازہ پر قدم رکھین اونکو تلوارون سے قتل کرڈالنا میرے پاس لانا کچھ ضرور
نہین رفیقان ابن زیاد حسب اجازت اوس شقاوت بنیاد کے تلوارین ننگی لیے ہوئے
دروازے مین کھڑے تھے جسوقت کہ حضرت مسلم نے دروازے مین قدم رکھا اُن اشقیاے
بیدین نے دونون طرف سے تلوارین چھوڑدین اور آپکو اور آپکے دونون صاحبزادون کو
شہید کیا لکھا ہے کہ جسوقت حضرت مسلم نے ابن زیاد شقی کے دروازے پر قدم رکھا اوسوقت
یہ آیت پڑھی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

ہوکر رئیس کوفہ کے کہ اوسکے پاس نظر بند تھے اونسے کہا کہ تم اپنے اپنے عزیزون قریبونکو
سمجھادو کہ مسلمؓ کی رفاقت چھوڑ دین ورنہ مین تم سبکو قتل کرون گا اون لوگون نے
خوف جان سے اپنے اپنے عزیزون کو سمجھایا اور ڈرایا سب اہل کوفہ مسلم کی رفاقت سی
متفرق ہوگئے اور چل دئے حتے کہ شام تک چالیس ہزار آدمی سے کل پانسو رہ گئے
اور جب تاریکی شب پردہ انداز روے آفاق ہوئی وہ باقی ماندگان سپاہ قلب بھی
اپنی اپنے راہ چلے گئے حضرت مسلمؓ کو اکیلا چھوڑ دیا لکھا ہے کہ جب حضرت مسلمؓ نے
مسجد کوفہ مین نماز مغرب کی امامت کی پانسو مقتدی تھا اور جب سلام پھیرا تو ایک
آدمی بھی نظر نہ آیا نماز مین فرصت پاکر چل دئے اور حضرت مسلم اکیلے رہگئے لکھا ہی کہ
جب حضرت مسلمؓ ابن زیاد کے مکان کے پاس پہونچے دیکھا کہ سب ساتھ والی بہلگے
چلے جاتے ہین آپ نے اونسے کہا کہ اے شیعان علیؓ کہان بھاگے جاتے ہو
کسی نے جواب نہ دیا تب آپنے فرمایا کہ ای مردم کوفہ تم لوگون نے ہمکو خط لکھے اور قاصد
بھیجے اور کمال اصرار سے بلایا اور کیا کیا اقرار اور وعدے کیے اور اب دشمنون کے
ہاتھہ مین اکیلا چھوڑ دیا الغرض جب مسلمؓ کو کوفیان بیدین نے تن تنہا چھوڑا اور سب نے
اپنی اپنی راہ لی حضرت مسلمؓ شب تاریک مین متردد اور مشوش پھرتے تھے اسمین
پیاس معلوم ہوئی ایک عورت کہ طوعہ اوسکا نام تھا اوسکا گھر آپ کو نظر پڑا اوس سے
آپنے پانی مانگا اوس نیکبخت نے حضرت مسلمؓ کو پانی پلاکر اپنے گھر مین بٹھایا اب یہان پر
کارخانہ قضا و قدر الٰہی دیکھنا چاہیے کہ جب طوعہ نے کمال دلداری سی حضرت مسلمؓ کو اپنے
گھر مین رکھا حسب اتفاق بیٹا طوعہ کا گھر مین آیا اور وہ کمبخت محمد بن اشعث کا چیلہ تھا
حضرت کو اپنے گھر مین دیکھکر اوسی وقت جاکر اوسکو خبر دی کہ مسلمؓ مع دونون صاحبزادون کے

ایک شہر کا ہے نواح کوفہ مین وہان پہونچکر لشکر اور فوج کو چھوڑا اور فریب و
مکر سے حاجیون کا لباس پھینکا اور عمامہ سر پر باندھکر اور ایک اونٹ پر سوار ہوکر
اوس راہ سے کوفہ کو چلا جو مکہ سے کوفہ کو آتی تھی اور اندھیری رات مین مغرب اور
عشا کے درمیان قریب کوفہ کے پہونچا اہل کوفہ جو آمد حضرت امام حسین علیہ السلام کی
سنکر منتظر اور مشتاق رہتے تھے اور روزانہ استقبال کیواسطے کوفہ سے باہر جاکر شام تک آپکا
انتظار کرتے تھے وہ سب غلط فہمی سے ابن زیاد کو بصورت حجاج دیکھکر یہ سمجھے کہ حضرت
امام حسینؑ تشریف لائی سب نے دوڑکر استقبال کیا اور قدم بوس ہوئے اور سلام
کیا اور مرحبا مرحبا کہتے ہوئے آگے ہو لیے ابن زیاد نے اونکے مغالطہ دینی کو جواب
سلام علیک کا آہستہ سے دیا اور خاموش ہو رہا پھر کچھ بات نہ کی تا آنکہ دارالامارۃ
کوفہ مین داخل ہو گیا اور یہ سب فریب و خدع اسواسطے تھا کہ ایسا نہو کہ مردم کوفہ مجکو
پہچان لین اور مار ڈالین جب صبح ہوئی ابن زیاد شقی نے سب آدمیونکو جمع کیا اور سند
اپنی حکومت کی کہ یزید نے دی تھی سبکو پڑھکر سنائی اور کوفیونکو یزید کی مخالفت سے
ممانعت کی اور اپنی تدبیر پر تدویر سے جماعت مسلمؓ کو متفرق کیا اہل کوفہ کہ بزدلی اونکی جبلی
تھی فقط ابن زیاد کی دہمکانے سے حضرت مسلمؓ سے جدا ہو گئے جب مسلمؓ نے یہ حال دیکھا
مجبور ہوکے ہانی بن عروہ کی گھر مین جا بیٹھے ابن زیاد نے سنا کہ مسلم ہانی کے گھر مین ہین
اوس شقی ازلی نے محمد بن اشعث کو بھیجا کہ ہانی کو پکڑ لاؤ وہ کچھ فوج لاکر ہانی کو قید کرکے گیا
ابن زیاد نے ہانی کو قلعہ مین محبوس کیا اور رؤسای کوفہ کو بھی اپنے قلعہ مین نظر بند کیا حضرت مسلمؓ نے
جب یہ رنگ دیکھا اپنے رفیقون کو جمع کیا چالیس ہزار آدمی جمع ہوئے سب نے متفق
ہوکر حضرت مسلمؓ کے ساتھ عبید اللہ ابن زیاد کی مکان کو گھیر لیا اور بلوہ کیا ابن زیاد نے مضطر

نہین ہوتا بلکہ درپردہ بھی شریک ہے ہم اطلاعاً عرض کرتی ہین یزید نے یہ سنکر
کہ کے نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور حکومت کوفہ سے موقوف کردیا لکھا ہے کہ
جب اہل کوفہ نے باین ہیئت اجتماعی حضرت مسلم سے بیعت کی اور اونکے ساتھ چالیس ہزار آدمی
کا مجمع ہوا اور یہ خبر یزید کو پہونچی کہ مسلمؓ کے ساتھ اتنی جمعیت ہوگئی اور حضرت امام حسینؑ
ابھی مکہ سے کوفہ مین جلد آیا چاہتے ہین یزید بکمال متردد ہوا اور اپنے ارکین سلطنت کو
بلاکر مشورہ کیا کہ اب اسمین کیا صلاح ہے وہ سب بالاتفاق بولے کہ ابھی تک خیر ہے
اور اگر امام حسینؑ بھی کوفہ مین داخل ہوجائینگے تو سخت مشکل ہوگی اور یہ سلطنت برہم
ہوجائیگی اور ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا صلاح وقت یہی ہے کہ نعمان بن بشیر کو
کوفہ سے معزول کیا چاہیے اور کسی اور شخص قسی القلب کو اوسکی جگہہ بھیجا چاہیے کہ وہ مسلم کو
اور اوسکے مددگارون کو بیحیا قتل کرے اور یہ فساد موقوف ہوجاے آخر بعد رد
و تبعیض کے یہ قرار پایا کہ یہ کام سوا عبید اللہ ابن زیاد کے دوسرے کے ہاتھ سے
انجام نہ پائیگا کہ وہ شخص نہایت شدید القلب بے رحم جابر ہے وہ اس معاملہ مین کسیکی رعایت
اور مروت نہ کریگا یزید پلید نے بصلاح مشیران مملکت نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور
عبید اللہ بن زیاد کو کہ حاکم بصرہ تھا نامہ لکھا کہ مین نے تجکو کوفہ کی حکومت دی فوراً
اپنی تین وہان پہونچا اور بصرہ مین اپنی طرف سے اوسکو مقرر کردی اور کوفہ مین
پہونچکر مسلم بن عقیل کو اور جو اوسکے مددگار ہین اون سبکو قتل کر اور امام حسینؑ سے
میری بیعت لے اگر بیعت کرین تو خیر نہین اونکو بھی قتل کر جب یہ نوشتہ یزید کا
ابن زیاد شقی کو پہونچا وہ شقی کہ اپنی قساوت قلبی سے عداوت قاطبۃً اہل بیت رسالت سے
رکھتا تھا اوسنے اپنے بھائی کو اپنے جگہہ مقرر کرکے خود کوفہ کو روانہ ہوا اور قادسیہ کہ نام

کہ اہل کوفہ کے قول و فعل کا بفحوای الکوفی لایوفی کچھہ اعتماد نہین اور وہ لوگ
بدعہدی اور بیوفائی مین مشہور ہین ہمارے نزدیک آپکا تشریف لیجانا مناسب ہے اور
اگر اونکو آپکے بلا یہنمین اصرار کامل ہے پہلے اور کسی شخص کو اپنی عزیزون مین سے وہان
روانہ کیجیے اور اونکا طرز دیکھکے بعد چند روز کے مضائقہ نہین جب سبکی صلاح یہ ٹھیری
حضرت امام حسینؑ نے مسلم بن عقیل کو کوفہ کیطرف روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ
بالفعل بھائی مسلم تمھاری پاس پہونچتے ہین لازم ہے کہ انکو بجای میرے تصور کرو اور
اونکی اطاعت اور فرمان برداری اپنی سعادت جانو بعد اسکی مین بھی آتا ہون حضرت
مسلم مکہ معظمہ سے رخصت ہوکر کوفہ مین پہونچے اور مختار بن عبید ثقفی کی گھر اوترے سب
اہل کوفہ جمع ہوکر بیعت حضرت امام حسینؑ کی مسلم کی ہاتھہ پر کی اور بحال اطاعت
سے پیش آئے کہتے ہین کہ بارہ ہزار آدمی اور بروایتی بتیس ہزار اور بروایتی چالیس ہزار نے
بیعت کی نعمان بن بشیر کہ مرد صحابی خوش اعتقاد یزید کیطرف سے والی کوفہ تھا
جب اس حال سے مطلع ہوا باسباب ظاہر یزید کے خوف سے لوگونکو منع کیا مگر فقط ممانعت
زبانی پر اکتفا کرکے زیادہ متعرض اور مزاحم نہوا بلکہ باطن مین سبکو ترغیب اور تحریص کرتا تھا
اور اعانت اور امداد حضرت مسلمؑ کی اوسکے ملحوظ خاطر رہی جیکہ حضرت مسلم کی ساتھہ
ایک جمعیت کثیر ہوگئی اور نعمان بن بشیر نے چندان تعرض نکیا تب مسلمؑ
بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ کہ یہ دونون شخص یزید کیطرف سے
بطور اخبار نویس کے تھے ان دونون نے یزید کو لکھا کہ مسلم بھائی امام حسینؑ
کے یہان آئے اور چالیس ہزار آدمی نے اونکی بیعت کی اور سب اونکی ساتھہ
دل و جان سے حاضر ہین اور نعمان بن بشیر کہ حاکم ہے تغافل کرتا ہے اور خبر

اگر تو نے امام حسینؑ سے اس وقت بیعت نہ لی اور رخصت دی پھر تو انپر قابو نہ پائیگا
اور یہ تیرے ہاتھ نہ آئین گے مصلحت یہی ہے کہ ان سبکو قید کر اگر بیعت کرین خیر
نہین قتل کر کہ اس بات سے تجھسے یزید بہت راضی ہوگا اور تیرا رتبہ بڑھاویگا ولید نے
کہا واے بر تو ای مروان اگر ہفت اقلیم کی سلطنت مجکو ملے حاشا کہ مین یہ حرکت
کرون مروان سنکر چپ رہا اور جناب امام حسینؑ وہان سے اوٹھکر دولتخانہ مین آئے
اور آتے ہی سامان سفر فرمایا اور چوتھی تاریخ شعبان کی آپ مدینہ منورہ سے مع عیال
اور اطفال مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب یہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی کہ حضرت امام حسینؑ نے
مدینہ سے ہجرت کی تمام اہالی کوفہ نے آپکو اس مضمون کے خط لکھے کہ یا حضرت ہم آپ کے
تابعدار اور خدمتگزار ہین آپ یہان تشریف لائیے ہم جان و مال سے حاضر ہین اور
آپ کی اطاعت سعادت دارین سمجھتے ہین بے تکلف رونق افروز ہو جیے اور منتظرین کو
مشرف فرمائیے الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام کی بلانے مین تمام اہل کوفہ نے کمال مبالغہ
اور اصرار کیا اور قریب ڈیڑھ سو نامے کے بھیجے اور قاصد روانہ کیے کہتے ہین کہ نامہ اخیر
اہل کوفہ کا جو ایک بڑے معتمد کے ہاتھ آیا تھا اوسکا یہ مضمون تھا کہ یہ نامہ ہے حسینؑ
بن علی کو اونکے شیعون اور اونکے باپ کے شیعون کیطرف سے بعد سلام علیک کے
تحقیق ہو کہ ہم سب آدمی آپکے تابعدار اور منتظر ہین اور سوا حضرت کی ہمکو کسیکی اطاعت
منظور نہین آپ کی اوپر سے ہمارا مال اور جان نثار ہے پس بہت جلد تشریف لائیے
بہت جلد تشریف لائیے رحمۃ اللہ علیک و برکاتہ جب نامہ اخیر اس مضمون کا پہونچا اور
کوفیونکی بہت عاجزی آپ کی طلب مین حد سے گذری حضرت امام حسینؑ نے قصد کوفہ کا مصمم
فرمایا عبداللہ ابن عباسؓ اور جو بڑے بڑے صحابہ مکہ معظمہ مین تھے سب نے آپ کو سمجھایا

اسی مضمون کا لکھا کہ معاویہ ایک بندہ بندگان خدا سے تھا وہ موا اور مین اوسکی
قایم مقام ہوا اور بادشاہت مجکو ملی اب مین یہ چاہتا ہون کہ تمام رعایا میری ملک کی میری
بیعت کرین اسواسطے تجکو بھی لکھا جاتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کی امام حسین اور
جو اہالی مدینہ اور اکابر اوس شہر کے ہین اون سب سے میری بیعت لی اونمین ہرگز تاخیر
نہ کر اور خوب مستعد ہوکر اس کام کو انجام دے جب نامہ یزید کا باین مضمون ولید بن عقبہ کو آیا
اوسنے اوسی روز حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر کو بلایا کہتے ہین کہ جب نامہ یزید کا
ولید بن عقبہ کے پاس آیا تو اوسنے مروان خبیث سے اس بات کا مشورہ کیا اور
یہ پوچھا کہ اسکی کیا تدبیر ہے اوس بدبخت نے بمقتضای خباثت جبلی ولید بن عقبہ سے کہا کہ صلاح
یہ ہی کہ تو امام حسینؑ اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیر کو بلا اور
ان چار آدمیون سے بیعت کی درخواست کر اگر بیعت کرین بہتر نہین ان چارون کو
قتل کرنا کہ اور سب کو عبرت ہو جاوے اور پھر کوئی قبول بیعت مین عذر اور تکرار نکرے جب
مروان خبیث نے یہ بات دور از کار کہی ولید مرد مسلمان تھا اور قدر اور مرتبہ اولاد رسولؐ
مقبول کا اوسکو خوب معلوم تھا اس بات پر راضی نہوا اور مروان سے کہا کہ استغفر اللہ
مجھ سے یہ نہوگا کہ ان بزرگون کو قتل کرکے دین و دنیا مین روسیاہ ہوؤن
المختصر کہتے ہین کہ ولید بن عقبہ نے جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا آپ نے
اپنے سب غلام اور موالی کو ساتھ لیا اور سبکو دروازہ پر چھوڑ کر آپ تن تنہا ولید کے
پاس تشریف لیگئے ولید بحال تعظیم اور تپاک سے پیش آیا اور نامہ یزید کا مضمون عرض کر دیا
حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ مین یزید کی بیعت نہ کرونگا اسواسطے کہ وہ فاسق اور دائم الخمر
اور ظالم ہے کہتے ہین کہ مروان نے بمقتضاے خباثت باطنی ولید سے کہا کہ ای امیر

ماہ مبارک رمضان مین پوشیدہ نرہی کہ جسطرح حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت مین
اختلاف ہی ویسی ہی کیسکی شہادت مین بھی روایات مختلف ہین بعض کی نزدیک آپ کی ولادت
شعبان کے پندرہوین اور بعض کی نزدیک رمضان کی پندرہوین سنہ تین ہجری اور
اسیطرح سے وفات آپ کی بقول مختار ماہ ربیع الاول مین بعض کے نزدیک غرہ اور بعض کے
نزدیک پانچوین تاریخ اور مشہور اٹھائیسوین ماہ صفر کی سنہ اونچاس ہجری اور
منقول ہے کہ آپ کی عمر پینتالیس برس اور کئی مہینے کی تھی سات برس حضور رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پرورش پائی اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار یعنی جناب حیدر کرار
مین رہی اور آٹھ برس کئی مہینے فقط حفظ و حمایت جناب احدیت مین زندگی کی یہ جو مجھ
کہ مذکور ہوا شہادت سرّیہ یہی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی حصے مین آئی متعلق تھا
باقی رہی اب شہادت جہریہ اوسکا حال بھی سنا چاہیے کہ قسم ثانی شہادت جہریہ کہ سبط
اصغر یعنی جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی نصیب ہوئی وہ ایک بڑا اور فجیع
مشہور ہی کہ تمام عالم اور عالمیان اور زمان اور زمانیان اوس سے واقف ہوئی ؎

اشک ریزان سر کاغذ پہ قلم ہوتا ہے	اب جو شبیر کا احوال رقم ہوتا ہے
غم سے خامے کا جگر چاک ہوا جاتا ہے	ہاتھ مین میری یہ اندوہ سے تھرّاتا ہے
یارو شبیر کی تم وجہ شہادت سن لو	اور اوس فرقہ بیدین کی شقاوت سن لو

اور سبب اوسکے اشتہار اور شہرت کا یہ تھا کہ جب معاویہ بن ابی سفیان مولا
یزید پلید اپنے باپ کی جگہہ تخت سلطنت پر بیٹھا اوسنے اپنے قلمرو مین جو ملک کہ اوسکے
باپ کی قبضہ قدرت مین تھے وہان کی حکام و عمال کو نامے لکھے کہ سب رعایا اور ساکنین
ہر دیار سے میری بیعت کو از انجملہ ایک نامہ ولید بن عقبہ کو بھی کہ حاکم مدینہ تھا

اونکو یہان دفن کرو جب یہ خبر مردان خبیث کو پہونچی اوس بدبخت کو ابتدای
جناب رسول خدا اور اہل بیت رسالت سی عداوت قاطبۃً تھی وہ ناپاک بزور و جبر
مانع آیا اور حضرت امام حسنؑ کو وہان دفن کرنے دیا مجبور حضرت امام حسنؑ کو جنۃ البقیع مین
قبہ عباس فاطمہ بنت اسد آپ کی جد کے پہلو مین دفن کیا اور کوئی آدمی بنی امیہ سی آپکے جنازہ کی شریک
نہوا مگر سعید بن العاص کہ اوس عہد مین حاکم مدینہ تھا اوسنے حضرت امام حسینؑ کی اجازت سے نماز
جنازہ کی پڑہائی خلاصہ آپ کی شہادت کا یہ تھا کہ اس مقام مین لکھا گیا لمؤلفہ نظم

یارو غم حسن مین ذرا ہو تو اشکبار — اس غم سے اپنے سینہ و دل کو کرو فگار
اس غم سے روتی جن و ملک مدتون تلک — اس غم سے روتے خلد مین محبوب کردگار
روتی ہین اس الم سی بہت حیدر و بتول — لازم ہے تمکو توڑ دو اب آنسوؤن کا تار
اس غم سے خون برسایا ہی آنکھون سی چرخ نے — اس غم سے دل ہے ماہ منور کا داغدار
یہ غم رہیگا تا بہ قیامت جہان مین — یہ غم ہے کائنات مین مشہور و آشکار
سب انبیا نے سبط محمدؐ کا غم کیا — سارے ملائکہ کو ہے اس غم سے انتشار
دنیا مین کوئی چیز نہین جسکو غم نہین — اس غم سے وحشیون نے کیے نالہاے زار
جسکو یہ غم نہین اوسے شادی کبھی نہین — یہ غم وہ ہے کہ عیش ہے جسکا مآل کار
حسنین کے جو غم مین مواز نہ ہو گیا — تاثیر آب خضر ہی اس غم سے آشکار
ہو سکتی ہے نہین غم سبط نبی کی شرح — اس غم کی انتہا نہین اسکا نہین شمار
سیفی جناب ایزد برحق سے کر دعا — صدقے سے انکے ہو نہ تجھے قبر کا فشار

اور عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی پینتالیس برس اور چھ مہینے کچھ کم تھی اور
پیدایش اور عمر آپ کی بروایتی نصف شعبان سنہ تین ہجری مین اور بعض کے نزدیک

کی عیادت کو گئے آپ نے فرمایا کہ ای عمیر اگر تجکو مجھسے کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لے راوی
کہتا ہے مین نے عرض کی کہ حضرت آپکی طبیعت نادرست ہے اس حالت مین کچھ مین نہین
پوچھ سکتا جب آپ کو اس مرض سے افاقہ ہوگا تو پوچھ لونگا بعد اسکی آپ دولتخانہ مین
تشریف لیگئے اور پھر باہر آکر فرمایا کہ عمیر جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے ورنہ پھر کہان سوال
کی فرصت پائیگا اور مجھی جواب کی طاقت کب ہوگی پھر ارشاد کیا کہ مجکو کئی بار زہر دیا
مگر اس مرتبہ میرا حال بہت غیر ہے میرے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرتے ہین راوی کہتا ہے
کہ دوسرے روز جو مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا آپکو حالت احتضار ہی اور حضرت
امام حسین علیہ السلام سرہانے بیٹھے ہوئے قاتل کا نام اور حال پوچھ رہے ہین روایت ہی
کہ ایکروز حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھون
کے درمیان مین قل ہو اللہ لکھی ہے آپ نے اوس خواب کو سعید بن مسیب سے
بیان کیا اونھون نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکی وفات کا زمانہ قریب پہونچا ہے
المختصر جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا حضرت امام حسین علیہ السلام سے
یہ وصیت کی کہ مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیا ہے کہ مین روضہ مبارک جدامجد
کے قریب دفن ہون اور اونھون نے مجھسے وعدہ کیا ہے تمکو چاہیے کہ میرا جنازہ روضہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیجانا اور حضرت عائشہ سے اجازت مانگنا اگر وہ
کہین تو مجکو روضہ مبارک کے پاس دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ مجکو وہان
دفن ہونے نہ دینگے اسصورت مین اونسے قصہ و تکرار کچھ ضرورت نہین جنازہ میرا
جنۃ البقیع مین لیجاکر دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے
وفات پائی تو جنازہ آپکا حضرت عائشہ کے پاس لیگئے اونھون نے کہا کہ بہت مناسب ہے

کہ میری قاتل کو قتل کرو حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ ہان بیشبہہ آپنے فرمایا کہ اگر قاتل میرا
وہی ہے کہ جسپر میرا گمان ہے مین نے منتقم حقیقی کے سپرد کیا کہ وہ انتقام کے
لیے کافی ہے کیا معنے کہ انتقام خدا انتقام بشر سے بہت سخت اور شدید ہی اور اگر
قاتل میرا واقع مین وہ نہین ہے کہ جسپر میرا شبہہ ہے تو مین نہین چاہتا ہون کہ ایک بی گناہ
کے قتل کا تمسے مواخذہ ہو بعد اس گفتگو کے فرمایا کہ ای بھائی حسین اگرچہ مجکو دشمنون
نے کئی بار زہر دیا مگر ابکی مرتبہ کا زہر نہایت سخت ہے اور ایسا حال میرا کبھی نہین ہوا تھا
جو ابکی مرتبہ ہے اس ارشاد سے اس بات کیطرف اشارہ ہی کہ اب امید زندگی کی
منقطع ہوئی اور صحت کی توقع نہین ہی سمجھا چاہیے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے
کئی وجہ سی قاتل کو نہ بتایا اوگایہ کہ بنا اس شہادت کی ستر و اخفا پر تھی اسلیے قاتل کو
بھی مشتبہہ رکھنا لازم پڑا کہ اسطرحسے بھی یہ راز پردہ ہی مین رہے اور دوسرے ظہور و
اعلان کا نام اس شہادت پر نہ آئے اور دوسری یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کی قصاص لینی مین
بہت احتیاط چاہیے تا زمانیکہ بالیقین معلوم نہو قصاص کا حکم جاری نہین کرتے اور
تیسرے یہ کہ افشاء اس حال کا آپکے حلم و صبر اور مروت اور اخلاق کے خلاف تھا بتقاضاے
کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات کچھ ایسی نتھی اگر اسمین بہت سی کد و کاوش
کرتی تو زہر دینا جعدہ پر ثابت ہوجاتا مگر سچ یہ ہی کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت
انتقام دشمن سی قطع نظر کرنا انہین حضرات کا کام ہے عوام تو کیا خواص بھی ایسے مقام مین
رہجاتی ہین کتاب فصل الخطاب سی منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کو
چھ مرتبہ زہر دیا پانچ مرتبہ اثر نہین کیا چھٹی بار زہر کارگر ہوگیا کہ آپ شہید ہوئے
حلیہ ابو نعیم مین عمیر ابن اسحاق سے روایت ہے کہ مین اور ایک شخص حضرت امام حسن علیہ السلام

الغرض وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کی ارجح اقوال مین اول ماہ ربیع الاول
یا آخر صفر سنہ اونچاس ہجری مین مشہور ہے اور بعضون نے لکھا ہے کہ پنجم ربیع الاول
کو آپ شہید ہوے سبب ظاہری شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام کا یہ تھا کہ یزید ابن
معاویہ نے آپکی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر تو حضرت
امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرے تو تجکو مین اپنے نکاح مین لاؤن
جعدہ کمبخت نے اوس لعین کی بھکانے سے دنیا کی طمع مین گرفتار ہوکر حضرت کو زہر دیا
آپ چالیس روز تک بیمار رہے بعد اوسکی وفات پائی بعد شہید ہونے حضرت امام حسن کے
جعدہ نابکار نے یزید کو کہلا بھیجا کہ مین نے جو تجھسے اقرار کیا تھا وہ تو پورا کر چکی اب تو نے
جو مجھسے وعدہ کیا ہے اوسکو وفا کر یزید پلید نے اوسکو جواب دیا کہ تو سخت بیوقوف ہے
جب مین اسکا راضی نتھا کہ تو امام حسن کے پاس رہے حال آنکہ مین اونکو اپنا دشمن جانتا تھا
پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ وہ جعدہ بے نصیب دونو طرف
سے گئی نہ ادہر کی ہوکی نہ اودہر کی اور مصداق علیہ اس آیت کی ہوئی خَسِرَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ اور اوس زہر کی تاثیر سے حضرت کا
یہ حال تھا کہ سہسال کبدی آپکو شروع ہوگیا یعنی آپکی آنتین کٹ کٹ کر گرتی تھین چنانچہ
منقول ہے کہ ایک شخص آپکی عیادت کو گئے حضرتؑ اوسیوقت پاخانہ سے
تشریف لاتے تھے اوس سے فرمانے لگے کہ میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے راوی کہتا ہے
کہ مین نے بچشم خود جاکر دیکھا تو فی الواقع وہ جگر کے ٹکڑے تھے اور جب وقت وفات حضرت
امام حسن علیہ السلام کا قریب آیا حضرت امام حسینؑ تشریف لائے اور پوچھا کہ ای بھائی صاحب
آپکو معلوم ہے کہ کسنے آپکو زہر دیا ہے حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ای بھائی کیا تم چاہتے ہو

گرفتار ہے اور تیری طرز تقریر سے یہ تراوش کرتا ہے کہ تجھپر کوئی بڑی مصیبت پڑی ہے خیر تو اگر بھوکا ہے تو یہان کھانا لذیذ اور نفیس انواع و اقسام کا طیار ہے کھالے اور اگر پیاسا ہے تو آب سرد برف سے بہتر موجود ہے پی اور اگر احیاناً تو کسی شخص کا قرضدار ہی اور وہ تجھپر تقاضای سخت کرتا ہی تو وہ قرض تیرا بالکل ادا کرودن اور اگر کوئی دشمن تیرا تیرے درپے قتل و ایذا رسانی ہے تو بیان کر مین تیری حمایت اور اعانت کرون اور اوسکے پنجۂ ظلم سے تجکو چھڑا دون اور سوا اسکے اور جو کچھ تیری حاجت اور تمنا ہو وہ کہہ کہ مین اللہ کے فضل سے اوسکو بھی روا کر سکتا ہون جب حضرت نی اوس شخص سے ایسی باتین شکر ریز قند آمیز کمال التفات اور شفقت سے فرمائین تو وہ اپنی دل مین کمال نادم اور پشیمان ہوا اور بولا کہ سچ تو حضرت علیؓ ولی اللہ کا خلف الصدق ہی جسنے دروازہ خیبر کا اوکھاڑا اور عمر انتر کو مارا اور وہ بیشک بھائی اور وصی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا یہ کہکر مشرف باسلام ہوا اور مدت العمر آپکی خدمت شریف مین حاضر رہا اور فدائیان خاص مین محسوب ہوا اسطرحکے عادات و اخلاق وسیع آپکے کتب سیر مین بہت کثرت سے مرقوم ہین کہان تک لکھے ؛ ؎ لمؤلفہ

اشک غم برساؤ آنکھون سی عزیزو اس گھڑی
سبط اکبر کی شہادت کا بیان ہوتا ہی حال

یہ وہ غم ہے جسنے سینہ انبیا کا شق کیا
احمدؐ و حیدرؑ کو اس غم سی بہت گذرا ملال

آسمانون پر ملک روتی زمین پر جن و انس
بحر و بر مین بھی اسی غم سی تلاطم ہی کمال

کونسا دن ہی کہ جسمین خون فلک روتا نہین
غم نہین کرتی فرشتے چرخ پر ہی کون سال

ظلم اعدا سے گل تازہ و پژمردہ ہوا
تیشۂ بیداد سے کاٹا گیا وہ تو نہال

یہ وہ غم ہے جسکی ہرگز انتہا ممکن نہین
شرح اسکی ہی زبان حال سی سیفی محال

الغرض اس قسم کی حدیثین بہت بکثرت کتب احادیث مین مسطور ہین اگر مالا ستیعاب
انکو اس رسالہ مین درج کیجیے تو ایک دفتر طولانی ہو جاوے اسواسطے اسقدر پر اکتفا کی گئی
اب پہلے کچھ فضائل خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کی سن لیا چاہیے بعد اسکی آپکے
واقعہ شہادت کو سنکر گریہ و بکا سے دامن تر کیا چاہیے حضرت امام جعفر بن محمد صادق
علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ حج کیے حضرت امام حسن علیہ السلام نے
پندرہ حج پیادہ پا باوصف اسکے کہ بہت سے گھوڑے کوتل سواری کی آپکے
آگے آگے چلتے تھے اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے تمام مال و اسباب اپنا خدا کی راہ
مین دوبار خیرات کیا اور تین بار اپنا مال راہ خدا مین نصفا نصف خیرات کیا اور تنصیف
مین بسقدر احتیاط فرماتے تھے کہ اگر دو جوڑی جوتہ کے تھے اوسمین سے ایک خیرات کیا
اور ایک رکھا یہ غور کا مقام ہے کہ بالکل دفعتہً سب مال کا خیرات کر دینا سہل ہے اور ایسی
تقسیم علی السویہ نفس پر کمال شاق ہوتی ہے اور آپکے تہذیب اخلاق مین لکھا ہے کہ
ایکروز آپ مسند امامت پر جلوہ فرما تھے اور پاس آپکے بہت سے مصاحب اور احباب
بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک شخص فرقہ کفار سے آیا اور اوسنے آکر پوچھا کہ اس مجلس کا رئیس
کون ہے اور اوسکا کیا نام ہے آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین ہون حسن ابن علی
اوس شخص نے بکمال خشونت کہا کہ وہی علی کہ ایکروز خوارج اور نہایت جبار تھا اور اسیطرح کی بہت سے
کلمہ کفر بخلاف شان حیدری بکنے لگا آخر حاضران مجلس کو اوس شخص کی بے ادبی
نہایت ناگوار ہوئی اور ضبط نہ ہا چاہا کہ اسکو سزا دیجیے کہ اوس ایک متنفس کی کیا
حقیقت تھی اس ضمن مین حضرت امام حسن علیہ السلام نے اون سبکو اس ارادہ سے منع فرمایا
اور آپ اوسکیطرف بکمال التفات متوجہ ہوے اور پوچھا کہ اے شخص قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی بلا مین

اور خوشخبری دی مجکو اوسنے اس بات کی بالتحقیق حسن اور حسین یہ دونون سردار
نوجوانان بہشت کے ہین اور روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ بالتحقیق حسن اور حسین یہ دونون پھول ہین میرے باغ دنیا سے اور
ترمذی روایت کرتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ دونون
یعنی حسن اور حسین میرے لڑکے ہین اور میری لڑکی کے لڑکے ہین بار خدایا دوست
رکھتا ہون مین اونکو اور پیار کرتا ہون تو بھی اے خداوند تعالے دوست رکھ ان دونون کو
اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ جو ان دونون کو دوست رکھے اور انسے محبت کرے یہان سے
ثابت ہوا کہ محبت حسنین کی باعث محبت خدا اور رسول خدا ہے اور دلیل اوسکی
یہ ہے کہ دعا جناب رسالت مآب کی بے شبہہ مقبول پھر جو شخص کہ آنحضرت سے محبت
کریگا بیشک خدا اور رسول اوس شخص سے محبت کرینگے روایت کیا اس حدیث کو
احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن داؤد اور نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایکروز خطبہ پڑھتے تھے منبر شریف پر کہ اتنے مین حضرت امام حسین اور
امام حسن تشریف لائے اور بسبب صغر سن کے پاؤن حضرت حسنین کی چلنے مین
لڑکھڑاتے تھے آنحضرت کے دل مین خیال آیا کہ مبادا یہ دونون گر پڑین اور
چوٹ لگجاے پس بے اختیار ہوکر آپنے خطبہ کو چھوڑا اور بکمال شفقت اور فرط محبت سے
دونون صاحبزادون کو گود مین اوٹھالیا عاشقان حسنین اس مقام سے شفقت اور
محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دریافت کیا چاہیے کہ کس رتبہ مین تھی آنحضرت
نے ترک فرض کو اراکیا اور اونکی اذیت گوارا نہ کی اور باایں ہمہ وہی حسنین معرکہ کربلا مین کیسی
کیسی مصیبتون مین گرفتار ہوکر شہید ہوے اور کیا کیا رنج دشمنان دین کی ہاتھ سے اوٹھاے

طرف اسفل امام حسنین کا آنحضرت سے مشابہ تھا پس اس اعتبار سے حضرات
حسنینؑ گویا تصویر صورت باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھے اور صورت
جسمیہ اور سیرت خلقیہ آنحضرت کی حقیقت مین دو حصہ ہوکر مادہ خلقت حضرات حسنینؑ مین
شامل ہوئی اور حضرت علیؑ اور فاطمہؑ واسطہ ثبوت سیرت اور صورت حضرات حسنینؑ مین
ہوئین اسحالت مین یہ پنجتن مثل حواس خمسہ کی کامل اور مکمل ہوئی اور بایں الامتیاز آنحضرت
کی سوای اصلیت اور فرعیت کے کوئی دوسری بات نرہی اور اس ہیت مجموعی سے
محبت ان سبکی ارباب ایمان پر فرض عین ہوگئی اور گویا حدیث خاصہ اس کلام
کا ہے کہ روایت کی ترمذی نے کہ بہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے پاس کھڑا کرکے فرمایا کہ جو شخص دوست رکھی مجکو اور دوست رکھی
ان دونونکو اور انکے ان باپ کو وہ شخص میری ساتھ اور میرے درجہ مین روز قیامت کو
ہوگا اور صحیح مسلم سے روایت ہی کہ باہر آتے ایکدن صبح کیوقت جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت اوسوقت ایک کمل سیاہ بوٹہ دار کہ اوس بوٹہ مین کجاوہ
شتر کی شکل بنی تھی اوڑہے ہوئے تھے اتنے مین آئے امام حسنؑ آنحضرت نے اوس
کمل مین اونکو دبالیا بعد اسکے آئے حضرت امام حسینؑ آپنے اونکو بھی وہ کمل اوڑھالیا
بعد اسکے آئین حضرت فاطمہؑ آپنے اونکو بھی اوسی کمل مین چھپالیا بعد اسکے
آئی حضرت علیؑ آن حضرت نے اونکو بھی اوسی کمل مین لے لیا اور آیہ تطہیر پڑھی
یعنے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا
اور ابن عساکر روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آیا
پاس میرے ایک فرشتہ آسمان سے کہ وہ آگی کبھی نہین آیا تھا اور سلام کیا اوسنی میرے اوپر

حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو مستثنیٰ فرمایا اسطرحکا استثنا آنحضرت نے اپنے فضیلت مین
بھی اکثر مقام مین فرمایا ہے تاکہ دلالت مطابقی درمیان آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور حضرات حسنینؑ کے ہوجاے اور متفرعات اس رمز سے ہے
کہ محبت حسنینؑ کی عین محبت آنحضرت اور عداوت اونکی عین عداوت جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے چنانچہ روایت ابن عساکر وغیرہ مین عبداللہ ابن عباسؓ
سے آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھیگا
وہ مجھکو دوست رکھیگا اور جو شخص ان دونو سے بغض رکھیگا اوسنے مجھسے بغض رکھا
اسصورت مین دوستی حسنینؑ کی عین دوستی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہے اور دشمنی اونکی عین دشمنی آنحضرت کی اور وجہ ثانی آئینہ ہونی جمال باکمال
آنحضرت کی یہ ہے کہ جسطرحسے حضرات حسنینؑ سیرت اور باطن مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے اوسی طرح ظاہر اور صورت مین بھی مشابہت
اور مماثلت تمام آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے اور سند اوسکی یہ ہے
کہ روایت کی بخاری نے انسؓ سے کہ تحقیق کوئی شخص مشابہ تر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سی سوا ے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نتھا اور چونکہ اس حدیث مین مشابہت صورت
ظاہری بالاجمال ہے اسواسطے دوسری حدیث کہ اوسمین بیان مفصل ہی مندرج
ہوتی ہے یعنے روایت کیا اس حدیث کو مفصل ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ
السلام سے کہ حضرت امام حسنؑ مشابہ تر تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سی سر سے سینہ تک اور حضرت امام حسینؑ مشابہ تر تھے آنحضرت سے ناف سے
نیچے پانون تک یعنی جسم طرف اعلی حضرت امام حسنؑ کا آنحضرت سی مشابہ تھا اور جسم

قیاس نص کے مقابلہ مین ہے یعنی جبکہ رسالت مآب منع فرما چکے کہ تسمیہ اولاد
کا ایسون کے نام پر نہ چاہیے پھر کیا معنی کہ جناب امیر خلاف اوسکی عمل مین
لاتے اِعَاذًا بِاللّٰہِ مِنْ سُوْءِ الْاِعْتِقَادِ اور مقدمہ ثانیہ یعنے ہونا حضرت حسنین
کا بمنزلہ دو آئینہ کے واسطے ملاحظہ جمال باکمال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے وہ بھی دو وجہ سے ہے اول کہ بسبب سیادت مطلقہ کے کہ عبارت ہی
سرداری سے قید سے یعنے آن حضرت کی سرداری مین کسیطرح کی قید اور اضافت
نتھی مسند اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا نسائی اور روبانی اور ضیاء مقدسی نے حذیفہ
اور ابو العلی سے اور اون دونون نے ابو سعید سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے
اور ابن عدی نے ابن مسعود سے اور ابو نعیم نے حضرت علی علیہ السلام سے اور طبرانی
نے اپنی معجم کبیر مین عمر سے اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک بن
حویرث اور دیلمی نے انسؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ اور
ابن عباسؓ اور ابی رمثہ سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن
اور حسینؑ یہ دونون سردار نوجوانان بہشت کے ہین اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنا اس روایت
مین اور زیادہ کیا کہ باپ ان دونون کا یعنی حضرت علی مرتضے انسے بہتر ہے اور طبرانی
کے نزدیک یہ لفظ کہ افضل ہے بجای بہتر اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ نے اس روایت
مین اتنا اور زیادہ کیا کہ سوای حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ اور حضرت یحیے بن زکریا کے
الحاصل سیادت مطلقہ حسنینؑ کی طریق متعددہ اس حدیث سے کہ بہت سی راویون
اور محدثون نے روایت کی ہے یہ سند مکمل ثابت ہوئی اور فضیلت جناب امیر علیہ السلام
کی حسنینؑ پر از قبیل نورٌ علی نور تصور کیا چاہیے اور آنحضرت نے کہ اس حدیث مین

کیا رکھا ہے جناب علی مرتضی نے کہا کہ نام اسکا حرب رکھا ہے اپنے فرمایا کہ نہین
نام اسکا محسن ہے بعد اسکے آنحضرت نے فرمایا کہ ان لڑکون کا نام مین نے بنام
فرزندان ہارون علیہ السلام کے کہ زبان عبرانی مین شبر و شبیر و مشبر ہی رکھا اور
روایت کیا اسی حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم کبیر مین اور دار قطنی نے
کتاب افراد مین اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر ان سبھون نے جناب علی مرتضے
علیہ السلام سے اور اسی حدیث کو امام بغوی اور طبرانی نے حضرت سلمان فارسی
سے روایت کیا غرض کہ ان روایات سے فرزندیت اور متبنی ہونا حضرات
حسنینؑ کا بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخوبی تمام ثابت ہوا اور
ایک بات اور بھی اس حدیث سے مستنبط ہوئی وہ کیا ہے کہ پیدا ہونا حضرت محسن
کا حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور مشرف ہونا بہ تسمیہ محسن کے
زبان نبوت ترجمان سے ظاہر ہوا اور قول عوام مخالفین کا سراسر غلط اور
جانا چاہیے کہ جناب امیر علیہ السلام نے یہ نام یعنی حرب موافق عرف اور عادات عرب کے
رکھے تھے اسواسطے کہ عرب مین دستور تھا کہ اپنے لڑکون کا نام اکابر اور
روسای عرب کے نام پر رکھتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان نامون کو تبدیل فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ اپنی اولاد کا نام کفار کے نام پر
نہ کہا چاہیے اور اسی نظر سے بعد ازان حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اور لڑکونکے
نام رئیسای جاہلیت کے نام پر نہ رکھے اور اسماء صحابہ کبار پر سمی کیا اسصورت
مین جو شخص از روی جہل یا تجاہل کے یہ کہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے نام
اپنے اولاد کا اسماء صحابہ پر موافق معمول عرب کے رکھا تھا اوسکی جہالت ہی اور

باقی نرہے کہ اوسکو اس سانحہ کی خبر نہو اور مقصود اس سے ایک یہ بھی تھا
کہ قیام قیامت تک یہ غم دنیا مین قائم رہی اور کوئی مخلوقات سے کیا عالم غیب اور
شہادت کیا جن و انسان ناطق و صامت اس غم جانکاہ سے بیخبر نرہین یہ تو سب سن چکے
اب وجہ فرزندیت حضرات حسنین کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سن لیا چاہیے
یعنی حسنینؑ آنحضرت کے فرزند اور لڑکے دو وجہ سے تھے ایک یہ کہ دونون حضرات
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے یعنی لڑکی کے لڑکے اور نواسہ
لڑکے کے حکم مین داخل ہے اسی سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام فرزندان
یعقوبؑ سے معدود ہوئے کہ حضرت مریم حضرت یعقوب کی اولاد مین تھین اور دوسری
وجہ یہ ہے کہ احادیث متعددہ سے ثابت ہوا کہ آن حضرتؐ نے اون دونونکو
متبنی کیا اور بدفعات فرمایا کہ یہ دونون یعنی حسنینؑ میرے لڑکے ہین چنانچہ امام احمد
بن حنبل اپنی کتاب مسند مین ابی اسحاق سبیعی اور ہانی بن ہانی اور وہ حضرت
امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ جب امام حسن پیدا ہوئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ دکھاو میرے لڑکے کو
اور تمنے اوسکا نام کیا رکھا ہے حضرت علیؑ نے کہا کہ نام انکا مین نے حرب رکھا آنحضرت
نے فرمایا کہ نہین نام اونکا حسنؑ ہے اور جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور کہا دکھاو میرے لڑکے کو اور تم نے اسکا
نام کیا رکھا ہے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ نام انکا مین نے حرب رکھا آپ نے
فرمایا کہ نہین نام انکا حسینؑ ہے بعد اسکے جب حضرت محسن پیدا ہوئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا اور کہا کہ دکھاو میرے لڑکے کو اور تمنے اسکا نام

حال اس شہادت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور جناب امیر علیہ السلام نے
قبل وقعہ کی تاکہ کوئی دقیقہ اسکی شہرت اور اشتہار کا باقی نہ رہے اور سب اہل دنیا
اس واقعہ جان کاہ سے واقف ہو جائین اسیواسطے آثار و علامات ارضی و سماوی
اسکے اعلان کے لیے وقوع مین آئے چنانچہ خاک مبدل بخون ہوگئی اور پتھرون سے
لہو جاری ہوا یہان تک کہ کوئی پتھر بیت المقدس کا ایسا نتھا کہ اوسکے تلے خون سرخ
تازہ بہتا نیا یا گیا ہو اور برسنا خون کا آسمان سے اسدرجہ کہ گھڑے اور برتن تمام
جہان کے خون سے لبریز ہو گیے تھے اور رونا باتفاق غیب کا اور نوحہ جناب
کا کہ ذکر ان سب باتون کا بروایات معتبرہ اس رسالہ مین آئیگا اس مقام مین
ایک نکتہ دقیق اور بھی سن لینے کے قابل ہے یعنی نوحہ جنات کو اس نوحہ پر
کہ اس زمانہ مین فرقہ جہال نے اختراع کیا ہے قیاس اور محمول نہ کیا چاہیے
ایسا نوحہ شرع مین ممنوع ہے مراد نوحہ سے یہ ہے کہ بیان واقعی حال مصیبت
شہیدونکا کہنا اور اونکی مصائب پر رونا بطریق افسوس اور تاسف کی نہ یہ کہ بہت
سی اسباب خلاف شرع جمع کرنا عیاذاً باللہ من ذلک الاعتقاد اور
علامتین شہرت کی اس قبیل سے کہ لاشہای شہیدان کی محافظت بہائم اور جانوران
درندہ صحرائی نے کی اور اونکے قاتلون کی ناک مین سانپ گھسگیے اور اونٹون کا گوشت
کڑوا زہر سا ہو گیا اور زعفران جو عورتین عرب کی موافق اپنی دستور کی منھ پر ملتی تھین
وہ سیاہ ہو جاتا تھا اور روز روشن ایسا تاریک ہو گیا تھا جیسے اندھیری رات اور
آسمان مدت تک رویا کیا یہ سب نشان اور آثار اسواسطے تھے کہ بعد وقوع اس واقعہ
کے سب حاضر و غائب اس سانحہ ہوش ربا سے مطلع اور آگاہ ہو جائین اور کوئی دورنزدیک

کی حاصل ہو نہیں کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے پس نایب اور قائم مقام کیا
ارادات الٰہی نے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بمقام جد امجد اونکے کے اور
اللہ نے اون دونون سبطین کو بمنزلہ آئینہ جمال حق نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مقرر کیا اور چونکہ شہادت نفس الامر مین دو قسم مین منحصر تھی شہادت سریہ
اور شہادت جہریہ اور ہر ایک شہادت اپنے اپنے آثار و علامات علحدہ اور جدا رکھتی ہے
ہرگاہ کہ شہادت کی دو قسمین ٹھہرین اور دونون مختلف پھر اجتماع نقیضین محل واحد مین
دشوار ہوا اسواسطے شہادت سریہ سبط اکبر یعنے حضرت امام حسنؑ کیواسطے
مخصوص ہوئی اور بنظر اسکے کہ عالم سر عالم شہادت پر مقدم ہے قسم اول شہادت
کی بڑے بھائی کے حصہ مین آئی کہ جس سے ترتیب وضعی بھی ہاتھ سے نجائے
اب وصف شہادت سریہ کا اور آثار و علامت اوسکے دریافت کر لیا چاہیے
یعنی شہادت سریہ کتمان و اخفا سے علاقہ رکھتی ہے اسی سبب سے ذکر اسکا نہ
وحی مین آیا اور نہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام
بھی اسکو زبان پر نہ لائے اور قاتل بھی حضرت امام حسن کا مشتبہ رہا اور ظہور اس
فعل مذموم کا بھی جور و کے ہاتھ سے واقع ہوا اسلیے کہ حدوث ایسی امر
شنیع کا کہ جسکو علاقہ محبت سے ہو نہ عداوت سے کمال نازیبا ہے ابتدا
ایسی شخص کیطرف گمان اس حرکت کا خلاف عقل اور بعید القیاس ہے اور قسم ثانی
شہادت جہریہ کہ سبط اصغر یعنی حضرت امام حسینؑ کے لیے مقرر ہوئی اوس شہادت کا
مدار اعلان اور شہرت پر ہے اسی وجہ سے نازل ہوئی خبر اسکی اولاً وحی مین
بزبان حضرت جبرئیل اور بعض اور فرشتون کی معرفت اور واسطہ سے اور بیان فرمایا

تھا مگر زہر کی تاثیر سے امید صحت منقطع ہوگئی اور یہ حادثہ نوزدہم رمضان
کو سنہ چالیس ہجری مین واقع ہوا اور تیسرے روز اکیسوین تاریخ ماہ مبارک سی جناب
امیر علیہ السلام مرتبہ شہادت کو فائز ہوکر تشریف فرماے فردوس برین ہوئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہادت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دو حال سے خالی نتھی اور انہین دو صورتون مین منحصر تھی یا یہ
کہ معرکہ جنگ مین بطریق اعلان و اشتہار شہید ہونے یا دفعۃً بطور اخفا کہ کوئی
سنتا اور کوئی نہ سنتا شہادت پاتے تقدیر اول مین تو شان و شوکت اسلام کی
جاتی تھی اور دوسری صورت مین تکمیل شہادت نہوتی کیا معنی کہ شہادت کاملہ
اور تامہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی عالم مسافرت مین وطن سے دور قتل ہو اور
اوسکے گھوڑون کی کونچین کاٹی جائین اور لاشہ اوسکا بے سر ڈال دیا جاوے
اور گرد اوسکی لاش کے ایک جماعت کثیرہ اوسکے عزیز و قریب و دوست قتل کیے
ہوئے پڑی ہون اور مال و اسباب اوسکا لوٹا جاے اور عورتین اور اولاد یتیم
اوسکی قید کر لیے جائین اور یہ سب مصیبت اوسپر خالصاً مخلصاً خدا کی راہ مین گذرے
اور کسی طرح کا شائبہ اوسمین امور دنیوی اور اغراض نفسانی کا نہو اور یہ شہادت
جہر یہ ہے اور چونکہ ایسی شہادت خلاف شان نبوت نتھی اسواسطے حکمت الٰہی اس بات کی
مقتضی ہوئی کہ یہ کمال عظیم شہادت کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بواسطہ
اہل بیت اور عزیز قریب تر اولاد کے کہ وہ اولاد حکم فرزندون کا رکھتی ہو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو اسواسطہ متوجہ ہوئی عنایت ایزدی اس کمال کے
الحاق پر بعد انقضاے ایام خلافت کے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کمال

حضرت کو دولتخانہ مین لائے آپنے وصیت اور مشورہ کرکے تیسرے روز یکشنبہ کی
دن غرہ محرم سنہ چونتیس ہجری مین شربت شہادت کا نوش کرکے اس جہان فانی سے
عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور شہادت حضرت عثمانؓ کی بہت طول چاہتی ہے اور
حقیقت مین یہ ماجرا گویا مقدمۃ الجیش واقعہ کربلا اور شہادت جناب سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا ہے مختصر یہ کہ بعد نماز جمعہ ہیجدہم شہر ذیحجہ کو چند آدمی بلوائیان مصر ہمراہ
کی کوٹھے پر چڑھ کے آپکی دولت سرا مین کودے اور حضرت عثمانؓ کو عین تلاوت کلام اللہ
مین زخم شمشیر سے شہید کیا چنانچہ کئی قطرے لہو کے کلام اللہ کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ
اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر گرے اور کاغذ سرخ ہوگیا اور یہ بات
حدیث شریف کے موافق ہے کہ اس معاملہ کو ارشاد کرچکے تھے اور وہ کلام اللہ
اتبک موجود ہے اور اوسکو مصحف امام کہتے ہین حقیقت حال یہ ہے کہ یہ صبر و تحمل حضرت
عثمانؓ کا بمقتضای حلم و کرم تھا کہ فقط بنظر اسکی کہ مفت مین بہت سے کلمہ گویون کا
خون ہوجائیگا آپ نے قصد محاربہ نکیا اور اپنی ہی جان پر لی بعد اسکے سانحہ
شہادت جناب امیر علیہ السلام کا مجملاً یون ہے کہ آپکی عادات شریف مین تھا
کہ بہت سویرے سب سے پہلے نماز صبح کے واسطے دار الخلافت سے مسجد کوفہ
مین تشریف لاتے تھے اور سونے والون کو بآواز تکبیر جگاتے تھے کہ اوٹھین
اور نماز کا تہیہ کرین اور وضو اور طہارت مین مشغول ہون ایکروز حسب
معمول آپ مسجد مین صبح کو تشریف لائے ابن ملجم ملعون کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اشقی الآخرین فرمایا ہے ستون کی آڑ مین چھپا کھڑا تھا
اوس شقی ازلی نے تلوار زہر آلودہ آپکے سر مبارک پر ماری ہر چند ایسا زخم کاری

آپکو عنایت کیے اور شہادت کہ ایک رتبہ عظیم ہے وہ آپکو حاصل نہوا اسکی کیا
وجہ حال آنکہ آنحضرت نے مقدمہ تمنای حصول شہادت مین فرمایا ہے کہ بالتحقیق مین شہید
ہونیکو اسقدر دوست رکھتا ہون کہ راہ خدا مین شہید ہون پھر زندہ ہون پھر شہید ہون
پھر زندہ ہون پھر شہید ہون باوصف اسقدر آرزوی شہادت کے آپ کو درجۂ شہادت
بذاتہ حاصل نہوا لہٰذا اس بات کی بھی سن لیا چاہیے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو یہ درجہ شہادت بہ نفس نفیس حاصل ہوتا تو یہ واقعہ باعث کسر شوکت اسلام اور موجب
اختلال دین کا ہوتا چنانچہ منقول اوسکا یہ ہے کہ جب غزوہ اُحد مین شیطان بہ شکل جعال بن سراقہ
کی متمثل ہوکر باواز بلند پکارا کہ اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شہید ہوے پس اس آواز کی سنتے ہی دفعۃً لشکر اسلام متفرق اور منتشر ہوگیا اور
کسیکے ہوش اور حواس باقی نرہے حال آنکہ یہ خبر مطابق واقع کی نتھی اور درصورتیکہ آپ شہید
ہوجاتی تو خدا جانی کیسا رخنہ دین اسلام مین پڑجاتا اور اگر آنحضرت اسطرح سے شہید
ہوتے جیسے کہ بعض خلیفہ آپ کے شہید ہوئے تو اس شہادت کو شہرت نہوتی
اب اسکے ضمن مین بالاجمال حال شہادت بعض خلفاء راشدین کا بھی سن لیا چاہیے یعنی حضرت
عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ یہ مقام تفصیل کا نہین ہے اسواسطے
مجمل بیان شہادت ان خلفاء ثلثہ کا کیا جاتا ہے پہلے شہادت حضرت عمرؓ کی یون ہوئی
کہ ایکروز مسجد مدینہ منورہ مین نماز صبح کی بہ امامت پڑہاتے تھے کہ ناگاہ فیروز مجوسی کہ جسکو
ابولولو بھی کہتے ہین اور وہ کمبخت مدت سے کمین گاہ مین تھا قضارا اوس روز فرصت
پاکر عین نماز صبح مین دو تین ضربہ چھری کی آپکے شکم مبارک مین لگائے پس حضرت عمرؓ
زخمکاری اوٹھاکر نماز سے علیحدہ ہوئے اور عبداللہ بن عوف کو امام نماز کردیا بعد

آپکی کف مبارک سے نرم پایا اور کسی مشک وغیرہ کی خوشبو آپکی جسم مبارک
کی بوی لطیف سے زیادہ ندیکھی چنانچہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہین تشریف لیجاتے اور بعض صحابہ کو جو پیچھے ہوتی معلوم نہوتا کہ آپ کہان تشریف
لیگئے ہین تو وہ لوگ خوشبو کی رہبری سے آپتک پہونچ جاتی اور جسجگہہ آپکا
گذر ہوتا وہ گلی کوچہ معطر ہوجاتا علی ہذا القیاس آپکے کمالات اور معجزہ اسقدر ہین
کہ جنکا شمار ہرگز نہین ہوسکتا ارباب احادیث نے کتب سیر مین چونسٹھہزار معجزہ قلمبند
کیے ہین اور معجزہ شق القمر کا عرب سے ہند تک مشہور ہے چنانچہ راجہ سرلدیپ نے
جب یہ معجزہ آنحضرت کا سنا اپنے برہمنان شاستروان سے اسکا حال پوچھا انہون
نے تصدیق کی اور کہا سچ ہے یہ سنکر وہ مسلمان ہوا اور آن حضرت پر ایمان لایا اور
راجہ بھوج حاکم دکن نے یہ معجزہ آپکا رات کیوقت بچشم خود دیکھا اور وصف اور
کمال سیر معراج کا اور سواری براق کی اور مقام قاب قوسین او ادنے تک
پہونچنا اور سب سے پہلے آپکا قبر سے اوٹھنا اور ستر ہزار فرشتون کا حلیب مین ہونا
اور عرش کی داہنے جانب کرسی پر بیٹھنا اور مقام محمود پر مشرف ہونا اور لواء الحمد
ہاتھہ مین رکھنا اور تمام ذریت حضرت آدم کو اوسکے سایہ کے تلے کھڑا رکھنا اور پہلے
پل صراط سے گذرنا اور سب سے قبل دروازہ بہشت کو کھولنا اور سبکی شفاعت
کرنا یہ کمالات آپ ہی کے لیے مخصوص ہین الغرض آپکے اوصاف اور کمالات اسقدر
بیشمار ہین کہ حصر اونکا امکان نہین رکھتا اور آپکے مرتبہ اور رتبہ سے خداوند حقیقی خوب
واقف ہے سچ یہ ہے کہ مصرعہ لمؤلفہ خدا کے بعد تمہین تم ہو مختصر قصیدہ
اب اس بات کو معلوم کیا چاہیے کہ اللہ تعالے نے سب طرح کی اوصاف اور

تھے کہ دفعۃً آسمان کیطرف نگاہ اوٹھاکر فرمایا کہ اس وقت میری کان
مین ایک دروازہ آسمان کے کھلنے کی آواز آئی کہ وہ دروازہ قبل اسکے کبھی نہین کھلا
اور اوس دروازہ سے ستر ہزار فرشتے سورۂ انعام کے ساتھ آتی ہین و لعاب دہن مین
یہ وصف تھا کہ جنگ خیبر مین حضرت مرتضی علی علیہ السلام کو درد چشم ہوا اور اوسنے
بہت شدت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اونکی آنکھو مین ذرا سا
لگا دیا پس اوسی وقت آنکھین اچھی ہوگئین اور درد بالکل جاتا رہا اور ایکروز
حسب اتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام پیاسے تھے آپنے اپنی زبان مبارک
اونکی منھ مین دیدی تمام دن امام حسین علیہ السلام نے پانی نہ پیا اور یہ معجزہ
آپکا آل اطہار تک جاری رہا چنانچہ واقع کربلا مین جب پانی میسر نہوا اور بچے طفل
اہل بیت پیاس سے بیتاب ہوئے جناب سید الشہدا علیہ السلام نے اپنے معجزہ کو
جاری فرمایا کہ جو پیاسا ہوتا اوسکو اپنا لعاب دہن دیدیتے پیاس اوسکی رفع ہوجاتی اور
روایت ہے کہ انس بن مالک نے کنوان بنوایا اتفاقاً پانی اوسکا کھاری نکلا اونہون
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا حضرت نے ایک قطرہ اپنے لعاب
دہن کا اوسمین ڈال دیا پھر پانی اوسکا ایسا میٹھا ہوگیا کہ کسی کنوین کا پانی مدینہ مین
ایسا میٹھا نتھا اور حسن و جمال آپکا ایسا تھا کہ براء بن عازب روایت کرتی ہین کہ
ایکدن مین نے آپکو حلہ سرخ شب ماہ مین پھنے دیکھا اوسوقت مین ایک نظر
آپکی چہرہ مبارک کو دیکھتا تھا اور ایک نظر چاند کیطرف کرتا تھا قسم خدا کی کہ روشنی
چہرہ مبارک کی ماہ شب چہاردہم پر ہزار درجہ غالب تھی اور حال لطافت اور نرمی
جسم مبارک کا یہ حال تھا انس بن مالک سے یہ روایت ہے کہ مین نے کسی دیبا اور حریر کو

اور آخر مین سب سکھاویا اور منصب قضا عبارت ہی رفع قضایا اور قطع تنازع
بندگان خدا کا یہ بکمال خلق کریم و لطف عمیم اور حال آپ کی فیصلہ مقدمات کا یہ تہا
کہ جب انفصال مقدمہ فرماتے اوسوقت متخاصمین اپنے دلون مین حق و باطل
کو متمیز کرکی دل و جان سے رضامند ہوجاتے اور ارشاد آپکا بصمیم قلب تسلیم کرتی
اور قانون فتوی کا حال کتب احادیث اور سیر سے واضح ہی کہ کیسی کلیہ اور
دستور العمل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہین کہ آجتک قاضیون اور
مفتیون کی لیے دستور العمل چلا آتا ہے اور اجتہاد کا رتبہ یہ ہے کہ جب کسی کام مین آپ
متامل ہوتے تو بعد انتظار وحی کے آپکی راے صائب مین جو آتا اوسپر عمل فرماتے
اور احتساب اسکو کہتے ہین کہ معاملہ محاسبہ اعمال بندگان خدا اور جزا سزا
اوسکی آپکی طور پر تھی اور بکمال قراۃ کا یہ تھا کہ قراء سبعہ یعنی سات شخص قاری جو مشہور ہین
اون سب نے آپ کی قراۃ سے استنباط کیا ہے اور کمالات کہ جو متعلق بہ جسم شریف
تھی اونکو بھی سن لو از آن جملہ یہ ہے کہ آپ جیسا سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی
آپکو پس پشت بھی نظر آتا تہا یہ حاجت نتھی کہ جو چیز پس پشت ہو اوسکو منھ پھیر کر دیکھین
اور اندھیری رات مین ایسا دیکھتے تھے کہ جسطرح سے روز روشن مین اور یہ وصف
دلیل روشن ہی اس بات پر کہ آن حضرت کا جسم شریف نور خالص و خاص تہا اور
قوت بصارت کی اسطرح تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مدینہ منورہ
کی بناڈالی کعبہ شریف کو بہ چشم سر دیکھکر سمت قبلہ کے درست فرمائی اور عقد ثریا
کی جو گیارہ ستارہ ہین اونکو آپ بے تکلف بدیدہ ظاہر شمار کر لیتے تھے اور علیحدہ
علیحدہ گنتی تھے اور بکمال سماعت اس درجہ تہا کہ ایک روز مجمع صحابہ مین ذقی اذن

تصرف دو جہان سے اور اس مرتبہ کی اقسام اور انواع بہت ہین کہ بیان اونکا
بڑی تفصیل چاہتا ہے بلکہ ممکن نہین ہی کہ شرح اونکی پایان پذیر ہو اور اسطرف
اشارہ ہے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ اور محبوبیت مطلقہ اسکو کہتے ہین کہ سب احوال
اور افعال اور اعمال اور احوال ظاہر و باطن کے مرغوب و محبوب جناب ایزدی ہون اور
کوئی کام رضای خدا سے جدا نہو اور برگزیدگی کے معنی یہ ہین کہ وہ شخص ہمہ تن
مقبول خاص ہو اور مقبولیت اور محبوبیت لازم و ملزوم ہے اور دیدار حق سے
وہی مراد ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج مین دیدار خدا بدیدۂ سر
حاصل ہوا اور دلیل اوسکی یہ آیۂ کریمہ ہی وہی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
اور آپ شب معراج مین اوس مقام پر پہونچے کہ وہان کسی کا گذر نہین ہوتا
حضرت جبرئیل امین کہ خادم رب اور مقرب خاص ہین وہ کہتے ہین ؎ اگر یکسر موے
برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم ۔ ہرگاہ کہ ایسا ملک مقرب یہ کہی پھر دوسرے کا کیا حساب
ہی اور شفاعت عظمی وہ ہے کہ جب معرکہ حشر مین سب انبیا اور جملہ جہان تجلی دخانی سے
پریشان اور بدحواس ہونگے اور اوسوقت کسیکی جرات نہوگی کہ جناب کبریا سے
عرض کرین اوس حالت مین آن حضرت کی شفاعت سے سب نجات پائین گے
تفصیل اس حال کی بہت ہی اسجگہ پر اسقدر بالاجمال کہا گیا اور جہاد وہ وصف ہے
کہ کوئی نبی اس امر عظیم پر مامور نہوا یہ بڑی شجاعت کی بات ہے چنانچہ جنگ احد مین
جب لڑائی برہم ہوئی اور صحابہ متفرق ہوگئے اور لشکر اسلام اور کفار باہم مختلط ہوگیا
اور آپ تن تنہا رہگئے اوسوقت جوش شجاعت سے آپ فرماتے تھے انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب علم وسیع یہ ہے کہ آن حضرت کو اللہ تعالے نے علم اولین

ایک شخص تخت بلقیس اوٹھالایا تو کیا ہماری حضرت کیواسطے مقدمہ نکاح زینب مین
جناب کبریا تعالی شانہ خود فرماتا ہو زَوَّجْنَاکَہا اور حسن و جمال یوسفی عام اور ہمارے
حضرت کا حسن باکمال خاص ہے اور عام و خاص مین جسقدر کہ فرق ہی ظاہر ہے چنانچہ
حضرت عائشہؓ نے آپکی حسن کی تعریف مین ایک شعر فرمایا ہے کہ مضمون اوسکا
مابہ الامتیاز حسن یوسفی اور حسن محمدی کا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے لمؤلفہ ؎
زنان مصر گر یوسف کی میرے دیکھتین صورت ؎ تو دل کو کاٹتین ہاتھون کی جا
بی اختیاری سے ؎ اب اس سے بھی بڑھکر سنا چاہیے کہ آپنے فرمایا ہی مَنْ رَآنِی فَقَدْ
رَأَی الْحَقَّ جسنے مجھ دیکھا بالتحقیق اوس نے خدا کو دیکھا یہ بات بڑی پلہ سیر کی ہی
سوچا چاہیے اور ابراہیم علیہ السلام کو اگر لباس خلت ملا ہماری حضرت کو
خلعت محبوبیت عنایت ہوا موسی علیہ السلام نے اگر کوہ طور پر کلام باری سنا ہماری حضرت نے
عرش برین پر جو کچھ کہنا تھا اللہ سے کہا حضرت نوح اگر شکر مین مشہور ہین ہمارے حضرت
شکر و صبر دونون مین مشکور المختصر جو کمال اور صفات کہ تمام انبیا کو علیحدہ علیحدہ ملے
ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ سب اور بہتر اونسے مجموع عنایت ہوے
مگر چونکہ اون اوصاف مین اور انبیا بھی شرکت رکھتے تھے اسواسطے بنظر امتیاز اور اختصاص
کی اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بہت سے اوصاف عنایت کیے
اب بتفصیل اونکی سنا چاہیے کہ زیادہ دیئے آپکو اللہ تعالی نے اوصاف مثل ولایت
اور محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار حق اور قرب تمام تر اور شفاعت
عظمی اور جہاد اور محاربہ دشمنان خدا کے ساتھ اور علم وسیع اور عرفان اتم اور منصب
قضا اور فتوی اور اجتہاد اور احتساب اب سمجھا چاہیے کہ ولایت عبارت ہے

اور پہونچانا احکام شریعہ کا خلق کو اور رواج دنیا امورات دینیہ کا اور امت کی سیاست
اور تدبیر مملکت اور انتظام عالم اور اصلاح حال بنی آدم اور سوا اسکی بہت سی کام ہین جو
اصلاح معاش و معاد بندگان خدا سے تعلق رکھتی ہین اور وصف ملک اور سلطنت
کا کہ جسکو ریاست و حکومت کاملہ کہتی ہین اور وصف حسن اور جمال کا کہ اوس سے تناسب اعضا
اور خوش اسلوبی سراپا مراد ہے اور وصف خلت کا جسکی تفسیر پار جانی اور دوست روحانی
اور ایک جان اور دو قالب ہے اور یہ بات ایک کیفیت خاص وجدانی ہے کہ بیان
اوسکا الفاظ و استعارات مین ممکن نہین اور وصف کلام کا متکلم ہونا جناب باریتعالے
کی ساتھہ اور وصف عبادت کا کمال عجز و انکسار اور خضوع اور خشوع سے متوجہ ہونا
حضرت صمدیت کیطرف اور اپنی تئین معدوم بحت سمجھنا اور وصف شکر کا اوسی رضا و تسلیم
و مشیت ایزدی پر مراد ہے حاصل اسکا یہ کہ حضرت آدم اور داؤد علیہما السلام وصف خلافت سے
خلیفۃ اللہ کہلائے اور ملک اور سلطنت وصف غالبہ حضرت سلیمان کا ہے اور حسن و جمال مین
حضرت یوسف مشہور ہین اور خلت و اتحاد حضرت ابراہیم پر ختم ہے اور حضرت موسی بہ اعتبار
تکلم کے جناب کبریا سے کلیم اللہ ہوئے اور عبادت حضرت یونس کی اور شکر حضرت نوح کا
زبان زد ہوا یہ مجموعہ اس صفات اور کمالات کا ذات بابرکات ہماری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہے یہ سب صفتین جو انبیاء کرام مین بانفرادہ جمع ہوئی تھین ہماری حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ذات با صفات مین آکر مجتمع ہوئین اگر بچشم تامل دیکھئے تو ہماری حضرت
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ان سب اوصاف مین یک غالب ہین یا نہین دیکھتے ہو کہ اگر آدم
و داؤد علیہما السلام ملقب بہ خلیفۃ اللہ ہوے ہماری حضرت کی نام کی نوبت پنج وقت
زمین و آسمان مین اشہد ان محمدا رسول اللہ بجتی ہے اور حضرت سلیمان کی لئے اگر

مین کہان اور کہان یہ امر عظیم
چاہیی اسکو ایک فہم سلیم
مجھسے نافہم کی مجال کہان
مجھمین طاقت کہان یہ حال کہان
گو کہ اس کام کا نہتا مقدور
پر مین احباب سے ہوا مجبور
کہ اونہین نی کمال کاوش کی
اس رسالہ کی مجھسی خواہش کی
اب یہ امید ہے ز اہل نظر
کہ سمجھکر مجھے اذل بشر
اسمین جو نقص ہو معاف کرین
دل روشن کو اپنی صاف کرین

یہان سے مطلب شروع ہوتا ہے اسکو بگوش دل سنا چاہئی لمؤلفہ

اولا اپنی پیمبر کے فضائل تو سنو
مومنو اس بات کا تم شکر اب دل سی کرو
کسقدر اللہ نی فضل و کرم اپنا کیا
ہم سبہونکو اونکی امت مین ہی جو پیدا کیا
انبیا کو امتی ہونیکا جنکی دہیان ہے
کبریائی پاک کا تم سب پہ یہ احسان ہے
اونکی رتبی کو کوئی مخلوق کیا جانے بھلا
خالق اونکی رتبۂ عالی کو ہے پہچانتا
دوسرا مثل اونکا مخلوقات مین کیا ہو سکے
جب نہ سایہ کو بھی اونکی کبریا پیدا کرے
مدح انکی ہی عیان توریت اور انجیل سے
اونکا رتبہ پوچھو میکائیل اور جبرئیل سے
ذکر اونکا رات دن یارو کرو جی جانسے
کر توقع اپنی کچھ رکھتی ہو تم ایمان سے
اعلم رحمک اللہ عز و جل

آغاز رسالہ

سمجھہ تو اس بات کو رحمت ہو تجھپر خدای عز و جل کی کہ جسقدر کمالات ذوات جمیع انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مین متفرق و منتشر تھی وہ سب کمال اور فضائل ہماری پیغمبر آخر الزمان برگزیدہ ایزد سبحان علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی وجود باجود مین آکر جمع ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بالتحقیق اللہ نی عنایت کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلافت اور نیابت مثل آدم و داؤد علیہما السلام کی اور ملک و سلطنت سلیمان علیہ السلام کا اور حسن و جمال یوسف علیہ السلام کا اور خلت اور اتحاد ابراہیم علیہ السلام کا اور کلام و خطاب موسیٰ علیہ السلام کا اور عبادت و طاعت یونس علیہ السلام کی اور شکر نوح علیہ السلام کا سمجھہ لو کہ ہر ایک نبی کو انبیاء کرام سی ایک وصف اور لقب خاص ہے جیسی وصف خلافت کہ عبارت ہی نیابت خدا سے

نے اوس رسالہ کی شرح ارشاد فرمائی اور چھاپہ ہوئی تب سی ہر وضیع و شریف
اوسکو عزیز الوجود فقید النظیر سمجھنے لگے اور اوسکی محاسن اور اسرار سے واقف ہوئی اور
سو درمکنون مضمون سلک بلاغت مین منسلک ہوکر جلوہ افروز ابصار ناظرین کا ہوا
اور حقیقت مین وہ شرح باعث فروغ متن کی ہوئی یہ بات مبالغۃً عرض نہین کرتا ہون
سب اقاصی و ادانی پر حالی ہے کہ قبل اسکے کسیکو قدر رسالہ سر الشہادتین کی چندان
نتھی الحاصل اس ایام مین مخدوم و مکرم محمد شیر علی خان صاحب کہ اللہ نے اونکو
توفیق خیر و سعادت بکمال تہذیب و اخلاق عنایت کی ہے اور اس فقیر کے
حال پہ کمال التفات فرماتے ہین مجھسے مصر ہوے کہ اگر تو اس رسالہ کو زبان اردو
مین لکھے تو بہت مناسب ہے اسواسطے اس اقل الخلیفۃ وفاقد البصیرۃ وارث علی
سیفی نے تقدیم ارشاد خانصاحب ممدوح کا مقدم سمجھکر باوصف فقدان کتابت
اور ضیق اوقات کے تحریر اسکی اوائل سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کہ عشرات اس سن کے
سنہ شہادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سی مطابقت کلی رکھتی ہین شروع
کرکے بتوفیق ایزدی ختم کیا اور کچھہ اشعار حسب موقع اپنی اپنے مقامات پر زیادہ
کئے اور نام اسکا بامتدلہ تسمیہ متن اور شرح کی تقریر الشہادتین رکھا چونکہ حقیقت
مین اس ہیچمدان کو مطلق لیاقت تالیف و تصنیف کی نہین ہے اور اس کوچہ سے
محض نابلد ہے اسواسطے ناظرین خطاپوش سے امید یہ ہے کہ اس فقیر کی بی بضاعتی
پر نظر نکرین اور اصل مطلب سے غرض رکھین انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال لمؤلفہ

گرچہ میرا کلام ناقص ہے	اور سراسر تمام ناقص ہے	مطلقاً ہی نہین یہ اس قابل
کہ اسے دیکھے کوئی صاحبدل	ہی سراسر مری غلط فہمی	یعنی اسپر جو میں جرات کی

اونکے شرح فضائل اور کمالات صوری ومعنوی مین یکسر قاصر ہے جو شخص کہ اونکی فیض صحبت سے مستفیض اور شرف ملازمت سے مشرف ہوئی ہین مرتبہ عالی اونکا اونسی پوچھا چاہیئے سچ یہ ہے کہ جسقدر نکتے اور دقیقے کہ صحبت وعظ قرآن وحدیث مین بیان کیوقت ارشاد ہوتی ہین وہ ایک فیض خاص ہے کہ مبدۂ فیاض سی متواتر القا ہوتا ہی والا تفسیرین مفسرونکی اون اسرار سے یکسر خالی ہین اور انمین نشان اونکا پایا نہین جاتا اور خوش بیانی کا یہ حال ہے کہ سامعین باوجہم اسقدر اوسکی لطف اور مذاق سخن مین مستغرق ہوجاتے ہین کہ پھر اونکو دنیا ومافیہا کی خبر نہین رہتی خوشا قسمت اونکی جو سعادت قدمبوس سے ممتاز اور خطاب کلام سی سرفراز ہین لمؤلفہ

وصف اونکا ہو نہین سکتا بیان	فیض سی اونکی مشرف ہی جہان	مجمع حسنات اونکی ذات ہے
ذات اونکی مجمع حسنات ہے	خلق پر جاری ہی اونکا فیض عام	پرتو اثر ہے اسقدر اونکا کلام
سن لیا جسنے مطلب پا گیا	جو اوسی منظور تھا سب پا گیا	جسکا قاصر دستو مقسوم ہے
بد وہ اونکی فیض سی محروم ہے	سیکڑونکی دل نے پایا اونسے نور	نور کا اونکی جہان مین ہے ظہور
وصف کا اونکے نہین حد وحساب	گر لکھون ہو جائے طولانی کتاب	ہی مناسب بیان پر یہ مختصر
یہ دعا کر باجناب کردگار	خیر وبرکت سی سلامت اونکو رکھہ	اور سلامت باکرامت اونکو رکھہ

جناب دام ظلہم نے بخیال افادہ عام اور نفع تام کے شرح اوس رسالہ کی کمال تمنا سی اور رسالت سے زبان فارسی مین لکھکر افادۂ خاص وعام کیواسطے معمول یہ کیا کہ ماہ محرم شریف مین جمعہ کے دن بجاے وعظ قرآن اور حدیث کے حال شہادت بیان فرماکر حاضرین مجلس کو گریہ وبکا سے داخل ثواب عظیم فرماتی ہین اور نام اوس رسالہ کا تحریر الشہادتین مقرر فرمایا بیان واقع یہ ہے کہ جسے مولانا دام ظلہم

ہی سرور یہان پہ گر مجوشی — طاقت ہی نہین یہ آدمی کو — لکھے جو مدیحت نبی کو
خالق کیطرف سے اونکو معراج — مخلوق کی ہین وہ درۃ التاج — مقبول خدا رسول کونین
مصداق علیہ قاب قوسین — رتبہ ہی انہون نے جو کہ پایا — حصہ مین وہ اور کی کب آیا
ہر چند بہت سی انبیا ہین — مقبول جناب کبریا ہین — ہین وہ بھی خدا کی بندہ خاص
رکھتی ہین خدا سے اپنی اخلاص — یہ انکا جو وصف و مرتبہ ہے — ساری عالم سے وہ جدا ہے
ذات انکی ہے افتخار عالم — ہین باعث فخر نوح و آدمؑ — بس آپکی ذات ہے مکمل
مجموعہ انبیا و مرسل — جو وصف کہ انبیا نی پائے — یا نی ات مین آپکی سب آئے
کسطرح ادا ہو اونکی تعظیم — بس بھیجیے اب درود و تسلیم — اور جو کہ ہین اونکی آل و اصحاب
عالی رتبہ بلند القاب — ہین سب وہ کمال پاک طینت — اونپر بھی سلام اور تحیت

المختصر جسطرح سے کہ حمد جناب کبریا محال ہے اوسی طرح نعت سرور انبیا مین بھی زبان ناطقہ لال مناسب یہی ہے کہ اس معاملہ گو مگو سی باعتراف عجز و قصور قطع نظر کرکے حرف مطلب کو زبان پر لایا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ رسالہ سر الشہادتین تصنیف شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز کا کہ حسین ہر شہادہ سبطین مقبولین اس حسن بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ آجتک یہ نکتہ دقیق کسیکی ذہن رسا مین نہ گذرا اگرچہ بہت سی موشگافی ہوگئی بکمال فصاحت و بلاغت زبان عربی مین تھا اور عبارت عربی کا سمجھنا چونکہ ہر شخص کو سہل نتھا ہین لحاظ جناب مولانا مقتدا مستغنی عن الاوصاف والالقاب ابلغ بلغاء زمان افصح فصحاء دوران کاشف اسرار آلہ جناب مستطاب شاہ محمد سلامت اللہ المتخلص بہ کشفی اطال اللہ تعالے ظل ظلیلہم علی مفارق المسترشدین الرشادین و افاض اللہ فیوضہم علی قلوب المعتقدین الراسخین کہ زبان قلم او قلم زبان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کیا خدا کی قدرت ہی کہ آب شمشیر شہیدونکی حق مین فیض کبریائی سے
آبحیات ہی اور اونکو مرتبہ شہادت سے ہمیشہ ثبات روحین اونکی زیر عرش فنادیل سبز
مین جلوہ افروز ہین اور سیر عالم سے بھی مسرت اندوز الغرض مجال تشبیہ نہین ہے
کہ اللہ کی قدرتون کا استیعاب کر سکے ٭ لمؤلفہ نظم

سچ ہی کہ ثنائے ایزد پاک — پیدا کیی جسنے سب یہ افلاک — شمس و قمر و نجوم روشن
ہی جسنے کہ صحن چرخ گلشن — طبقات زمین و ما علیہا — اسباب جہان و اہل دنیا
جنکا ہو شمار بے تناہی — ہین شمۂ قدرت الٰہی — ہوسکتی ہی کب کسی سے تحریر
عاجز ہی یہان زبان تقریر — دیکھو تو ذرا بدیدۂ دل — کس مرتبہ بات ہی یہ مشکل
دنیا مین جو آتی ہی نظر شے — وہ مختلف اپنی وضع پر ہے — جس چیز مین قدرت خدا ہو
پھر عقل کا دخل اسمین کیا ہو — ہی سب سے وہ برتر اور والا — ما اعظم شانہ تعالیٰ
سیفی خاموش کر زبان بند — مستغنی ثنا سے ہے خداوند — اس جا یہ ضرور ہی خموشی

به عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

کتاب ذخیرهٔ ثواب جامع صحیح صحیح احوال واقعات کربلا و مصائب خامس آل عبا از روی احادیث مستندهٔ سرور خافقین



مولفه واقف فنون ماهر علوم مستجمع کمالات صوری و معنوی مولوی وارث علی صاحب

مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول جهان ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب دینیہ مذہب اہل اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو ذیل مین درج کرتے ہین شائقین ملاحظہ فرمائین —

کتب دینیہ مذہب اہل اسلام از فقہ حنفیہ و امامیہ وغیرہ اردو

درمختار — اردو چہار جلد بشرح و ترجمہ مولوی خرم علی مرحوم و مولوی محمد احسن صاحب —

شبیہ احمدی سراپای احمدی کا بیان —

مثنوی زائر دعوت کرنا اسلام کا قبائل قریش کو

دوازدہ مجلس مسمی بریاض الازہار در حالات پیغمبر اسلام —

اسرار کربلا — حالات کربلا از منشی محمد ظہیر الدین مرحوم بلگرامی —

بعد حمد ہندی فقہ اثنا عشری مین ہے —

مہر نبوت تصنیف نواب مردان علی خان بہادر نظام نعت مین —

رموز القرآن — اوقاف وغیرہ قرآن کے نکات کا بیان —

آثار محشر علامات و حالات قیامت مثنوی مین مذکور ہین —

تفسیر سورہ یوسف منظوم و مشہور و مستند کتاب ہی

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت —

مذاق العارفین — اردو ترجمہ احیاء العلوم کامل در چہار جلد —

رسالہ ہدایت الکونین الی شہادت الحسنین تحفہ درود ملقب بخیر الکلام — مؤلفہ مولوی منظور احمد صاحب —

رسالہ کسب الانبیا — اردو مصنفہ مولوی ظہور الحق صاحب —

شجرہ طغرای اسماء دوازدہ امام —

دہ مجلس منظوم — اس کتاب مین حضرت خاتم المرسلین سی تا معرکہ کربلا علی الترتیب چودہ مجلسین ہین

راہ نجات — از مولوی محمد علی صاحب مسایل صوم و صلوٰۃ —

تفسیر زاد الآخرت — چار جلد مین منظوم مثنوی حامل المتن قرآن شریف ہے چار مصرعی چھپی ہے تصنیف مولوی عبد السلام بدایونی —

مجموعہ نود و نہ نام شامل دعای مغنی و قصیدہ بردہ بانت سعاد و قصیدہ غوثیہ و دعای سریانی وغیرہ

مفتاح الجنت — تصنیف مولوی کرامت علی جونپوری فقہ مین —

خلاصۃ المصائب — در مصائب اہل بیت علیہم السلام قدیم —

دہ مخزن — اردو در مصائب شہدای کرام

تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب در فضائل مدینہ

تفسیر سورہ فاتحہ تصنیف مولوی اکرام الدین صاحب

وفات نامہ تصنیف خانی مرادآبادی ذکر وفات پیغمبر علیہ السلام —

حقیقۃ الصلوٰۃ نماز و روزہ کی فضیلت کا ذکر ہی

حقیقۃ الاسلام — اردو ترجمہ رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا تصنیف مولوی محمد علی

سبیل الجنان — مصنفہ میر علی متخلص بامیر تکمیل الایمان کا ترجمہ —

Zakreeul Sahadateen

INDIAN INSTITUTE

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

کتاب ذخیرهٔ ثواب جامع صحیح صحیح احوال واقعات کربلا و مصائب خامس آل عبا از روی احادیث مستندهٔ سرور خافقین



تقریر الشهادتین ۱۲۹۳

مولفه واقف فنون ماهر علوم مستجمع کمالات صوری و معنوی مولوی وارث علی صاحب

مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول جهان ہوئی

Taqrīr al-shahādatain.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

